



ہمارے ساتھ شامل ہونے اور
پیروی کرنے کے لئے اسکین کریں
(واٹس ایپ چینل)



حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے آباء و اجداد:
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ
نسب

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں حضرت نوح علیہ السلام کی وفات ہوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد میں سب سے بڑے نبی تھے، وہ سرزمین عراق میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی اور جوان تھے۔ چند، سورج اور عراق کے ستارے۔

لیکن جیسے ہی رات ختم ہوئی اور ملاقات ٹوٹنے لگی تو ستارے جھیل میں شامل ہونے لگے اور جب سورج نکلا تو وہ اپنی آنکھوں سے اندھے ہو گئے، دیکھ کر اور رونے لگے، ایسے انسانوں کا دل ان میں نہیں تھا، پھر رات کو دیکھا اور چند کو دیکھا، پھر سوچا کہ اس کی روشنی میں خدا کا نور ہونا چاہیے۔ لیکن جب بھی غرق ہوا تو کہتا کہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دے تو میں کبھی حق کا راستہ نہ ڈھونڈوں گا۔ لیکن جب شمع کے اندھیرے نے بھی عظیم نور کو وزن کیا تو ان کے دلوں سے ایک آواز آئی کہ میرے رب کا نور نور ہے جس میں کوئی اندھیرا نہیں ہے، میں اسی خدا پر ایمان لاتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کی روشنیوں کو پیدا کیا۔ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنایا اور ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی حقیقتوں کے دفاتر کھول دیے اور انہیں دنیا میں توحید کے پیغام سے بھر دیا۔ لیکن اسے دھمکیاں دی گئیں، لیکن وہ اپنے آپ پر قائم رہا، اور مذہبی موقع ملنے کے بعد، وہ اپنے بٹ خانہ میں گیا اور اس کے پتھر کے بتوں کو توڑ دیا۔ یہ دیکھ کر کہ اسے آگ میں جلا دیا جائے۔ دوسری طرف انہیں آگ میں پڑھنا پڑا کہ آگ بجھا دی گئی ہے اور ان کے امن کا سامان بجھا دیا گیا ہے۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام یمن اور مصر کے ممالک کی طرف رکے اور وہاں کے حکمرانوں کو توحید (خدا کے لئے ایک آدمی اور ایک کاہن) کے بارے میں بتایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے عطا کیے جن میں سب سے بڑے کا نام اسماعیل علیہ السلام اور چھوٹے کا نام اسحاق علیہ السلام تھا۔

کعبہ:

سرزمین حجاز کی ان مذاہب میں عبادت نہیں کی جاتی تھی بلکہ شیم اور یمن کی سرزمین بوہت ابزاد، یمن سے شمس اور یمن سے شیم تھی جو حجاز کے راستے پر جاتے تھے اس لیے حجاز کی طرف بہت سے تاجر آتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ وہ اس حجاز کی سرزمین میں ایک مقام پر ہماری عبادت کریں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مل کر اس گھر کو بنایا، اس کا نام خانہ کعبہ اور خدا کا فخر رکھا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا گھر کہاں تھا؟

خدا نے انہیں یہ فخر عطا کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اس مقام پر اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی خدمت کریں، ابراہیم علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد بھی یہاں رہنے لگی اور اس مقبرے کا نام مکہ رکھا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خاندان اس شہر میں رہتا تھا جس کا نام مکہ مکرمہ میں پڑھا جاتا تھا اور وہ بندوں کو خدا کا پیغام پہنچاتا تھا اور خانہ کعبہ میں خدا کی عبادت کرتا تھا۔ سینکڑوں سال بعد دوسری قوموں نے اکیلے خدا کو دیکھا اور مٹی اور پتھر کی عجیب و غریب شکلیں بنا کر کہا کہ یہ ہمارا خدا ہے۔ مٹی اور پتھروں کی وہ عجیب و غریب شکلیں جن کی وہ خدا کے طور پر پوجا



کرتی تھیں، وہ ان کی پوجا کرتی تھیں، وہ بٹن کو خدا سمجھتی تھیں اور ان کی عبادت کرتی تھیں۔ کافر میدان ہیں۔

قریش:

بہت سے مذاہب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان کے مرد بوہات کے خاندانوں اور قبیلوں میں چمگادڑیں گایا کرتے تھے، ان میں سے ایک قبیلہ مشعر کا نام "قریش" تھا۔ مکہ مکرمہ میں وہ عباد اور کعبہ کے نگہبان تھے۔ دور دراز کعبہ کے حج کے لیے جو لوگ حج کی جگہ پر ہیں، خانہ کعبہ کے کھانے پینے کے گھر، پانی پلانے اور دیگر کام ایسے قبیلے کے ہاتھ میں تھے، اس لیے اس قبیلے کو پورے عرب میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ایسے قبیلے کے زیادہ تر لوگ تجارت اور تجارتی گاڑی کے طور پر کام کرتے تھے۔

بنو ہاشم:

قبیلہ قریش میں بھی بہت سے بڑھتے ہوئے خاندان تھے۔ ان میں سے ایک بنو ہاشم تھا۔ ی ہاشم کا بیٹا تھا۔ ہاشم اس خاندان کا ایک مشہور شخص تھا۔ وہ اپنے دل سے حاجیوں کو کھانا کھلاتا تھا اور پینے کے لیے چمڑے کے چشموں میں پانی بھرتا تھا۔ وہ مکہ کا امیر تھا۔ قریش کے لیے جن کے پاس بہت زیادہ تجارت اور روزی روٹی تھی، انہوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور مصر و شام کے بادشاہ قیصر کو خط لکھا کہ قریش کے تاجر اپنے ملکوں میں بلا روک ٹوک آ سکتے ہیں، پھر عرب کے مختلف قبیلوں کے پاس لوٹے اور ان سے حکم لیا کہ وہ قریش اور قریش کے سوداگروں کے قبیلے میں واپس نہیں جائیں گے۔ بدلے میں تاجر ہر قبیلے کی ضروریات لے کر ان کے پاس جائیں گے۔



عبد المطلب:

ہاشم نے شہر یثرب میں بنو نجار کے گھرانے میں شادی کی، اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا جس کا اصل نام شیبہ تھا لیکن عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوا۔

عبد المطلب بھی جوان ہوئے اور بارہ نام پیدا کیے - خانہ کعبہ کا انتظام بھی ان کے سپرد کیا گیا تھا - کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا ایک کنواں تھا ، جس کا نام "زمزم" تھا۔

عبد المطلب کی اولاد

عبد المطلب کی اولاد

عبد المطلب کی خوش قسمتی تھی کہ وہ بوڑھا ہو گیا، وہ بوڑھا بھی تھا۔ دس (دس) جوان بیٹے تھے، ان میں سے پانچ تھے۔

ابولہب، ابوطالب، عبداللہ، حمزہ رضی اللہ عنہ، اور عباس رضی اللہ عنہم۔

عبد اللہ:

ان بیٹوں میں ان کے والد کا سب سے چھوٹا بیٹا عبداللہ تھا جو براس کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا، اس کی شادی قریش کے ایک عزیز گھرانے بنی زہرہ سے ہوئی تھی۔

تولد:

حضرت عبداللہ علیہ السلام کی وفات کے چند ماہ بعد ہی بے بی آمنہ کا بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد رکھا گیا، یہی وہ چیز ہے جس کے لیے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی



اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا کی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب کو اپنی آمد کی خوشخبری سنائی تھی اور دنیا بھر کی قوموں کا رسول کون تھا۔ ربیع الاول کے مہینے میں طارق کو پیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی طرف سے پانچ سو اکہتر (571) باروں سے نوازا گیا۔ اس بجے کی پیدائش پر تمام غریب لوگ بہت خوش تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و وفات:

تولد:

حضرت عبداللہ علیہ السلام کی وفات کے چند ماہ بعد ہی بے بی آمنہ کا بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد رکھا گیا، یہی وہ چیز ہے جس کے لیے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا کی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب کو اپنی آمد کی خوشخبری سنائی تھی اور دنیا بھر کی قوموں کا رسول کون تھا۔ ربیع الاول کے مہینے میں طارق کو پیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی طرف سے پانچ سو اکہتر (571) باروں سے نوازا گیا۔ اس بجے کی پیدائش پر تمام غریب لوگ بہت خوش تھے۔

پرورش " یا "پرورش"

سب سے پہلے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان کی والدہ آمنہ نے دو یا تین دن قبل مسیح میں دودھ پلایا تھا۔



اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ عرب کے شریف خاندانوں کے بچوں کی پرورش دیہاتوں میں ہوتی تھی، گاؤں کی عورتیں آتی تھیں اور شریفوں کے بچوں کی پرورش اور ان کا پیٹ بھرنے کے لیے ان کے غاروں کو اپنے ساتھ لے جاتی تھیں۔ مکہ مکرمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قبیلے میں حفاظت کے لیے گاتے ہیں اور چھ مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ہوازن میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔

بی بی آمنہ کے ساتھ یا "بی بی آمنہ کے قریب"

آپ کی عمر 6 سال تھی، پھر آپ کی والدہ بی بی آمنہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتی تھیں، آپ کی پردادی کا تعلق یاسرب کے گھرانے سے تھا اور نجار کے خاندان سے بی بی آمنہ آپ کو کسی وجہ سے مدینہ لے آئیں اور ایک ماہ تک نجار کے خاندان میں رہیں۔

بی بی آمنہ کی موت:

ایک مہینے کے بعد، جب وہ جہانوں کے پاس واپس آئی، تو کاچ بیمار ہو گیا اور "ابو کے مقبرے پر پہنچا اور مر گیا اور یہیں دفن کیا گیا۔

یہ کتنا افسوسناک موقع تھا! سفر کی حالت تھی، کوئی دوست نہیں تھا، کوئی مددگار نہیں تھا، کوئی پیسہ نہیں تھا، کوئی غم نہیں تھا، ایک ماں تھی، اور دنیا کی بہتری تھی - بی بی آمنہ کے ساتھ، اس کی وفادار لونڈی ایک عظیم مومن تھی - اور نبی اس کی سزا مکہ لے گئے۔



عبد المطلب کے خطبے میں:

جب وہ مکہ تشریف لائے تو اسے اپنے دادا عبدالمطلب کے حوالے کر دیا اور دادا نے اپنے والد کے یتیم پوتے کو اپنے سینے پر رکھ کر بہت پیار و محبت سے نوازا۔

عبد المطلب کی وفات:

عبد المطلب کی عمر اب بڑھ چکی تھی اور باسی (82) بریس بوڑھے ہو چکے تھے۔ وہ زندہ رہتے ہوئے اپنے یتیم پوتے کے بارے میں سوچتے تھے۔ آخر کار وہ اسے اپنے ہونہار بیٹے ابو طالب کے حوالے کرنے کے بعد انتقال کر گئے اور مکہ کے قبرستان میں دفن ہوئے، جس کا نام حجون ہے۔

ابو طالب کے خطبے میں:

چچا نے اپنے بھتیجے کی پرورش بڑی شفقت اور شفقت سے کی، اپنے بچوں کے آرام کا خیال رکھا اور ان کی دیکھ بھال کی۔ ابو طالب ایک تاجر تھا، ایک بار وہ اعلیٰ اور تجارت کا سامان لے کر شام کے ملک جا رہا تھا تو حضرت نے بھی اس کے ساتھ چلنے کی کوشش کی۔ چچا اپنے بھتیجے کی درخواست کو رد نہ کر سکا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر کیا وجہ یہ کہ وہ راستے میں واپس آیا۔ جب وہ 12 سال کا تھا تو اس نے عرب بچوں کے قوانین کے مطابق بکریاں چرانا شروع کر دیں۔

عرب میں اس وقت پڑھنا اور لکھنا رواج نہیں تھا۔ لہذا اسے پڑھنا لکھنا نہیں سکھایا جاتا تھا، لیکن وہ اپنے چچا کے ساتھ کاموں کا تجربہ سیکھتا تھا۔ آپستہ آپستہ وہ جوانی کی عمر کو پہنچ گیا۔



نبوٹ سے پہلے:
غزوہ فجر میں حصہ لیں:
مظلوموں کی حمایت:
خانہ کعبہ کی تعمیر کا فیصلہ اور حجر اسود کی تباہی:
فجر کی جنگ میں شرکت:

عرب بڑے جنگجو تھے، وہ بطبات میں ارتداد میں لٹکے رہتے تھے، اگر کسی طرف سے کوئی آدمی مارا جاتا تھا تو وہ وہاں اس وقت تک بیٹھے رہتے تھے جب تک کہ اس کا بدلہ نہیں لیا جاتا تھا، ایک بار عرب کے دو (2) قبیلوں میں گھوڑوں کی دوڑ کے موقع پر "بکر" اور "تغلب" کا مقابلہ ہوا۔

قریش اور قیس کے قبیلوں میں ایک ایسی ہی لڑکی کا نام فجر حئی لدا رکھا گیا۔ قریش کے تمام خاندانوں نے اس قومی جنگ میں حصہ لیا، ہر خاندان کا دستہ الغاغ تھا۔ ہاشم کے خاندان کا جھنڈا عبد المطلب کے بیٹے زبیر کے ہاتھوں میں تھا۔ لڑکے کو جھگڑا پسند نہیں آیا، اس نے کبھی کیسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

مظلوموں کی حمایت کا عہد:

ان جھگڑوں کی وجہ سے ملک میں بے چینی بہت زیادہ تھی - کیسی کو بیٹھنے کا موقع نہیں ملا - ناسی نے اپنی اور اپنے پیاروں کی زندگیوں کی بھلائی دیکھی - ان روٹیوں میں، لاٹھیاں ماری گئیں، والد کے یتیم ان خاندانوں میں بوہست تھے - ان کے پاس پوچھنے والا کوئی نہیں تھا - ظالم انہیں ہراساں کرتے تھے اور ان کا مال زبردستی کھا جاتے تھے - خاندان میں جو بھی کمزور تھا۔ کوئی جگہ نہیں تھی، غریبوں پر ہر



طرح سے ظلم کیا جاتا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر آپ کا دل اداس ہو گیا اور سوچ رہا تھا کہ اس ظلم و جبر کو کیسے روکا جائے۔

عرب کے کچھ نیک مزاج لوگوں نے پہلے سوچا تھا کہ اس کے لیے کچھ قبیلے احد کرین کے ساتھ مل کر مظلوموں کی مدد کریں گے۔ اس تجویز کے پہلے بانیوں کے پاس فضل کا کلام تھا، جن کی مائیں بھی مہربان ہیں، اس لیے ان کے ارتداد کے اس احد کا نام "اہل فضل کے کلمات" رکھا گیا اور اسے عربی میں "فضل کا حلف" کہا گیا۔ بے کار کھیت ہیں۔

جب جنگ فجر ختم ہوئی تو ان کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے تجویز پیش کی کہ جو کچھ پہلے ہی کیا جا چکا تھا اور جسے لوگ بھول چکے تھے اسے دوبارہ زندہ کیا جائے، اس کے لیے ہاشم، زبیرہ اور تمیم کے خاندان کو مکہ کے ایک نیک مزاج امیر شخص کی گردن میں ڈال دیا جائے۔ جن کا نام عبداللہ بن جود تھا، ان جمعے کے روز آئے اور ہم سب نے مل کر کہا کہ ہم میں سے ہر ایک مظلوموں کی مدد کرے گا اور اب مکہ میں کوئی ناانصافی نہیں ہوگی، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مہادہ میں شامل تھے، اور بعث سے کہا کرتے تھے کہ میں آج بھی مکہ میں اس محد کی پیروی کرنے کے لیے تیار ہوں۔

خانہ کعبہ کی تعمیر کا فیصلہ اور حجر اسود کی تباہی:

مکہ مکرمہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں چار قسمیں ہیں، محافظ، ان کے درمیان خانہ کعبہ تعمیر کیا گیا تھا۔ جب تیز بارش کی بارش ہوئی تو پہاڑوں سے پانی بہہ کر شہر کی گلیوں میں بھر گیا، اور غاریں غاروں میں ڈوب گئیں۔ خانہ کعبہ کی دیواریں نیچی تھیں اور اس پر چھت



نہیں تھی۔ ایسا ہوتا کہ سیلاب نے خانہ کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچایا ہوتا۔ یہ دیکھ کر اہل مکہ کی رائے تھی کہ خانہ کعبہ کی عمارت کو اونچا اور مضبوط بنا کر دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ اتفاق سے مکہ کی بندرگاہ جس کا نام جدہ تھا، تاجروں کا ایک جہاز آیا اور طوطے کے پاس چلا گیا، جب قریش کو خبر ملی تو انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا اور جہاز پر سوار ہو گئے۔

اب قریش کے تمام خاندانوں نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کا کام شروع کیا، خانہ کعبہ کی پرانی دیوار میں ایک کالا پتھر تھا اور وہ اب بھی نصب ہے، اسے آج بھی کالا پتھر کہا جاتا ہے۔

عربی میں اس کا نام حجر اسود ہے، یہ پتھر اہل عرب میں بارہ رکعت سمجھا جاتا تھا اور اسلام میں اسے معتبر بھی کہا جاتا ہے۔

جب قریش نے دیوار کو اس جگہ پر اٹھایا جہاں پتھر لگایا گیا تھا تو ہر خاندان چاہتا تھا کہ ہم اکیلے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ رکھ دیں۔ اور اس تنازعہ کا فیصلہ اپنی رائے سے کریں اور جو بھی فیصلہ تمام لوگ کریں اسے قبول کریں۔ سب کو یہ رائے پسند آئی، اب صبح سویرے صوبے میں اللہ کے کام کو دیکھیں جو سب سے پہلے خانہ کعبہ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ ہر کوئی اسے آپ کو دے کر خوش ہوا، اس نے یاکا کی چادر منگوائی اور اس میں پتھر رکھا اور ہر قبیلے کے سردار سے کہا، "چادر کے ہر کونے کو پکڑو اور اسے اوپر اٹھا لو۔ جب پتھر کو چادر کے ساتھ اس کی جگہ لایا گیا تو اس نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے اٹھا کر اس کی جگہ رکھ دیا اور عرب کے اس ستارے کی ایک بڑی لڑائی نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منصوبے کو روک دیا۔



محمد کا کاروبار

کاروباری کام:

قریش کے شریفوں کا سب سے قابل احترام پیشہ تجارت و تجارت تھا، جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کاروبار کو سنبھالنے کے قابل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشے کو اختیار کیا۔

وہ نیکی، صداقت اور اچھے برتاؤ کے لئے شہرت رکھتے تھے، لہذا اس پیشے میں کامیابی کا راستہ آپ کے لئے جلدی سے تھا۔ ہر عمل میں سچا وعدہ فارمیٹ اور وعدہ کی شکل جو آپ نے پورا کیا۔ یہ نامکمل تھا، میں نے واپس آنے اور لیٹنے کا وعدہ کیا، تاکہ یہ ہو جائے۔ (۳) دین کے باوجود مجھے اپنا وعدہ یاد آیا، جب میں دوڑتا ہوا آیا تو میں نے دیکھا کہ تم اسی جگہ بیٹھے میرے آنے کا انتظار کر رہے ہو اور جب میں آیا تو میری حرکت تمہاری پیشانی پر بھی نہیں آئی۔ میں یہاں تین مذاہب کے لئے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔

تجارت کے کاروبار میں آپ ہمیشہ اپنے کام کو صاف ستھرا رکھتے تھے، آپ کے ایک صحابی سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والدین نے آپ کے لیے قربانی دی، آپ میرے کاروبار کا حصہ تھے، لیکن ہمیشہ کام کو صاف ستھرا رکھا، کبھی نہیں کیا کرتے تھے۔



ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں قریش کے سوداگر تھے اور بعض اوقات سفر میں ان کے ساتھ ٹھہرتے تھے۔

قریش کے لوگ ہمارے حضرت علیہ السلام کی خوش نصیب معمولگی، رحمت اور دیانت داری پر اس قدر بھروسہ کرتے تھے کہ وہ اپنا سرمیہ آپ کے حوالے کر دیتے تھے، بہت سے لوگ آپ کے پاس پیسے رکھتے تھے اور آپ کو امین یعنی امانت کہہ کر پکارتے تھے۔

تیجراتی سفر:

قریش کے تاجر تجارتی سامان بیچنے کے لیے اکثر شام اور یمن کے ممالک کا سفر کرتے تھے اور تجارتی سامان کے ساتھ ان ممالک کا سفر بھی کرتے تھے۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی زیارت:

عرب میں تجارت کے اصولوں میں سے ایک یہ تھا کہ امیر لوگ جن کے پاس دولت تھی اور وہ پیسہ دیتے تھے اور دوسرے مہانتی لاگ جن کے پاس تجارت کا شوق تھا، وہ اس پیسے سے تجارت کرتے تھے اور جو بھی منافع انہیں ملتا تھا، وہ دونو اپوس میں لیٹے رہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح تجارت کرتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کی ایک مالدار خاتون تھیں، ان کے پہلے شوہر کا نام مارگی تھا اور اب وہ بیوہ ہیں۔ وہ اپنا مال دوسروں کو دے کر ادھر ادھر بھیجتے تھے، جب انہوں نے ایمانداری اور سچائی کے لیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور فرمایا کہ تم میرا مال اور تجارت کرو، میں تمہیں اس سے زیادہ منافع دوں گا جتنا میں



دوسروں کو دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے سے رضامندی ظاہر کی اور اس کا سامان لے کر شام کی سرزمین پر گانا گایا اور بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی غلام مسرا کو اپنے ساتھ بنایا، اس تجارت میں بہت منافع ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی:

اس سفر کو تین ماہ گزر چکے تھے کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا، اس وقت ان کی عمر 25 سال اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ ان کے چچا ابوطالب اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور خاندان کے دوسرے بڑے نے دلہن کے گھر پر گانا گایا۔

اب ڈونو جوڑا خوشی سے رہتا تھا، کاروبار اسی طرح چلتا رہا اور آپ عرب کے مختلف شہروں میں جاتے رہے اور آپ کی نیکی، سچائی اور اچھے آداب کے چرچے ہر جگہ ہوتے رہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت

شرک اور برائیوں سے اجتناب:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں گائے کو پیدا کیا تاکہ وہ اپنے بندوں کو اللہ کا پیغام سنیں اور انہیں برائی اور برائی سے بچائیں۔



ہمیں وہ چیزیں بتائیں جو اچھی اور اچھی ہیں، تاکہ جو اللہ پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، ظاہر ہے کہ اللہ نے اسے کتنے اونچے بت عطا کیے ہیں اور اس کی خصوصیات کتنی اونچی ہوئی ہوں گی۔

نبی کریم (ص) بچپن سے ہی ایک عظیم ہیرو تھے، اچھے اور برے سے پاک تھے، بچپن میں ایک بچے کی طرح جھوٹے اور بیکار کھیلوں سے پاک تھے اور جوان ہونے کے بعد بھی ہر برائی اور جوانی کے ہر بزرگ سے پاک تھے۔

جب کوئی چھوٹی سی چیز بھی ایسی ہوتی جو نبی، رسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت کا احترام نہ کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے بچا لیا۔

بچپن کی ایک کہانی ہے کہ خانہ کعبہ کی دیوار کی مرمت کی جا رہی تھی۔ زندہ بچ جانے والے لوگ اپنی تہہ اتار کر اپنے کندھوں پر رکھ کر پتھروں سے لڑتے تھے۔ اگر آپ بھی اپنے چچا کے کہنے پر ایسا کرنا چاہیں تو آپ غرات کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔

شورو جوانی میں ایک جگہ دوستوں کی نہ ختم ہونے والی ملاقات ہوتی تھی، جسم ایک فضول کہانی میں رات گزارتا تھا۔ آپ بھی ان کے ساتھ وہاں جانا چاہتے تھے، لیکن راستے میں آپ کو ایسی نیند آئی کہ آپ صوبے چلے گئے اور آنکھیں کھول لیں۔

قریش کے تمام لوگ اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بھول گئے تھے اور مٹی اور پتھر کی شکلیں بنا کر اللہ کو چوڑا کر کے، سورج اور دیگر ستاروں کی پوجا کر کے ان بتوں کی پوجا کرتے تھے، لیکن جب



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آیا تو انہوں نے ان چیزوں سے اجتناب کیا۔

نبوت و نبوت اور ابتداء

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ ایک وقت یہ جب صنعت کار کی سمجھ پوری ہوتی ہے اور عقل پختہ ہوتی ہے، جوانی کی خواہشات پوری ہوتی ہیں، دنیا کا اچھا اور برا تجربہ پورا ہوتا ہے، یہ آپ کے لیے وہ عمر ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا رسول اور رسول بنائے گا اور جاہلوں کے علم و تربیت کے لیے انہیں اپنا استاد مقرر کرے گا۔

اللہ اپنے رسولوں کو فرشتوں کے ذریعے اس کا کلام سناتا ہے اور ان پر اپنا کلام سناتا ہے اور رسول اللہ کا کلام سنتا ہے اور اللہ کے بندوں کو سناتا ہے۔ اللہ کے وہ بندے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کا کلام سنتے ہیں اور اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔ انہیں مسلمان کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے، اور جب تک وہ زندہ ہیں، اللہ انہیں ہر چیز کی نعمتوں سے نوازتا ہے، اور جب وہ مرتے ہیں تو ان کی روحوں کو سکون اور خوشی سے نوازتا ہے۔

انہیں گاڑیوں سے ہر طرح کا آرام اور آرام ملے گا۔ دنیا سے جہاں کہیں بھی انہیں آرام اور سکون ملتا ہے اسے جنت کہا جاتا ہے اور اسے جنت بھی کہا جاتا ہے۔



جو لوگ رسول کی باتوں پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ کا کلام نہیں سنتے اور اس کے احکامات پر عمل نہیں کرتے، انہیں اس دنیا میں بھی دل کا سکون اور روح کا سکون نہیں ملتا اور وہ مرنے کے بعد خدا کی رضا سے محروم رہتے ہیں۔ جیسے جہنم بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ جس نے زمین اور آسمان کو اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا، اناج، پھل اور تثلیث کے پھل پیدا کیے، رنگوں کے کپڑے پہنے اور زمین میں ہر قسم کی ہریالی اور پھول لگائے، جس نے باقی انسانوں کے لیے چند دنوں کے لیے گلاس بنایا، کیا وہ انہیں ہمیشہ کے لیے رزق نہ دیتا؟ جس طرح اس دنیا کے رہنماؤں نے قانون بنائے ہیں اور اساتذہ، طبیعوں اور ڈاکٹروں کو پڑھانے کے لیے بنایا ہے، اسی طرح انہوں نے اس دنیا کے رہنما اور قوانین بنانے کے لیے رسول اور نبی بنائے ہیں، اور اگر ہم اس دنیا کے اساتذہ اور ڈاکٹروں کی بات نہیں سنتے تو ہمیں اپنی جہالت اور جہالت کو دنیا میں اٹھانا ہوگا۔ اگر ہم جاہلیت میں رسولوں اور رسولوں کی اطاعت نہیں کریں گے تو ہم اس دنیا میں مزید تکبر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے اس نے اپنے رسولوں کو بھیجا تاکہ وہ ہمیں اپنے کلام کی وضاحت کریں اور ہمیں راستبازی کا راستہ دکھائیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ہر دور میں اور لوگوں میں اللہ کے رسول آتے رہے۔ اس نے تمام رسولوں کا رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ پھر کوئی دوسرا رسول نہیں آئے گا، کیونکہ خدا کا کلام پورا ہو چکا ہے اور خدا کا پیغام ہر جگہ پہنچ چکا ہے۔

پہیلی ایک ہی ہے:

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنانا چاہتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہنا پسند کرتے تھے۔ لیلیٹ کے دن اور مکہ مکرمہ کے قریب سہ پہر کے ایک غار میں، جس کا نام "حرا" تھا، وہ چھلانگ لگا کر اللہ کے کلام کو سنتے تھے۔ دنیا کی گمراہی اور عرب عوام کی بری حالت دیکھ کر آپ کا دل دنگ رہ گیا۔ اس غار میں آپ رات کو خدا کی عبادت کیا کرتے تھے اور اسے سوچ سمجھ کر پڑھتے تھے۔ ایک دین یہ تھا کہ اللہ کا وہ فرشتہ جو رسولوں کے پاس اللہ کا کلام اور پیغام لے کر آیا اور جس کا نام "جبریل" تھا دیکھا گیا۔ خدا کے اس فرشتے نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ پیغام سنایا جو خدا نے ان کی طرف بھیجا تھا۔ یہ وہ ہے جو خدا نے بھیجا ہے:

اقراء بن ابی رازی رازی الخلقی (1)

خلیق الانسان العلقائی (2)

(3)

(4)

عالم الانسان، عالم یالم (5)

(1) اپنے رب کے نام سے جس نے درخت بنایا۔

(۲) جس نے انسان کو خون کی ایک ٹکڑا پینے پر مجبور کیا۔

(3) تم دیکھتے رہو، تمہارا رب اعمال کا پیدا کرنے والا ہے۔



(4) جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔

(5) جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

(سورة العلق: 96: 1-5)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے شخص پر امت کی تعلیم کا بوجھ ڈال دیا گیا کہ وہ اندھوں کو بتائیں، غیب کی تعلیم دیں، ہمیشہ چلنے والوں کو روشنی دکھائیں۔ اور بتوں کی پرستش کرنے والوں کو خدا کے نام سے روشناس کرانا۔ اس بوجھ سے ان کا دل کانپ نے لگا، ایسے میں وہ اپنی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ غریبوں پر رحم کرنے والے ہیں، مسکینوں کی مدد کرتے ہیں اور قرض کے بوجھ تلے دے ہوئے لوگوں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔

اس کے بعد ان کے ساتھ ان کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نفل بھی تھے جو عیسائی بن گئے اور عبرانی زبان جانتے تھے اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی تورات اور عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل پڑھی۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا قصہ سنا تو کہنے لگے کہ یہ اللہ کا فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ پھر فرمایا: اے کش! میں مضبوط اور صحت مند ہوتا جب آپ کے لوگ تیم کو آپ کے پیٹ سے باہر نکالتے، آپ نے پوچھا، "کیا ایسا ہوگا؟" ورقہ نے کہا کہ آپ جو پیغام لے کر جارہے ہیں، پیغام کے ساتھ ایپس پھیلیں، جو بھی آیا اس کے لوگوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔



اتفاق سے کچھ دن پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔

ابھی اس نے اپنا کام ہی کیا ہی تھا کہ اللہ کا حکم آیا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(2)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ہی ہے۔

والرجز فہجور (5)

(1) بکری عبدالرحمن کو۔

(2) درست کریں اور تنبیہ کریں۔

(3) اور اپنے رب کی نشانیاں بیان کرو۔

(4) اپنے کپڑوں کو صاف رکھیں۔

(5) چور کو نہ دینا۔

(سورہ مدثر: 74: 1-5)

اس کے آنے کے بعد تم پر فرض ہو گیا کہ تم خدا پر بھروسہ کرو اور نمکین ہو جاؤ اور لوگوں کو خدا کے بتوں کی بات سنو۔ وہ خداوند کے فضل کے بارے میں بات کرے اور اسے ناپاکی اور گندگی کے الفاظ سے بچائے۔



دعوت اسلام کا آغاز اور پہلا مسلمان

اسلام:

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تعلیم کے لیے بھیجا اس کا نام "اسلام" تھا۔

اسلام کے آقاؤں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں اور اس کے حکم کے سامنے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ اس اسلام کو جو قبول کیا گیا وہ مسلمان کہلاتا تھا جس نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کی پیروی کی اور ہم اسے اپنی زبان میں "مسلمان" کہتے ہیں۔

توحید:

اسلام کا سب سے بڑا حکم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔ اس کی خدا پرستی میں اس کا کوئی شریک یا شریک نہیں ہے۔ زمین اسی کی بادشاہی ہے جو آسمان تک ہے۔ سورج بلند ہوتا ہے اور اس کے حکم کے تحت بلند ہوتا ہے، آسمان اس کے حکم کے تابع ہیں، اور زمین اس کی نشانی سے بندھی ہوئی ہے، پھل، پھول، درخت، اناج سب اس کے پر ہیں۔ دریا، دوپہر، جنگل سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس کی کوئی اولاد نہیں، کوئی بیوی نہیں، کوئی باپ نہیں، کوئی ساتھی یا حریف نہیں ہے۔ غم، درد، غم اور غم سب ایک ہی بلندی دیتے ہیں اور وہی بلندی کو دور کرتے ہیں۔ ہر نیکی اور خوشی اور خوشی وہی ہے، وہی چین بلند کر سکتا ہے۔



اسلام کے اس عقیدے کا نام توحید ہے اور یہ اسلام کے کلام "لا الہ الا اللہ" کی تبلیغ ہے، اللہ کے سوا کوئی قبیلہ عبادت کرنے والا نہیں ہے اور نہ ہی اس کے سوا کوئی اور حکم ہے۔

آزادی:

آسمانوں اور زمین کو بروقت ہدایت دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوقات پیدا کی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں، فرشتے جو اللہ کے احکامات کی تعمیل کے لیے رات کو کام کرتے ہیں۔ کسی بھی قسم کی کوئی طاقت نہیں ہے جو اللہ کے حکم سے ہو۔ دین اسلام کا دوسرا حصہ۔

رسول:

تیسری بات یہ کہ اللہ کے تمام رسول سچے ہیں اور اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور ان سب کی تعلیم ایک ہی تھی۔ دنیا کے آخری رسول ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کتاب:

چوتھی بات یہ کہ اللہ کی کتابیں جو اللہ کی کتابیں ہیں، قرآن ہیں، انجیل ہیں، زبور ہیں، قرآن ہیں، قرآن ہیں، سب سچے ہیں۔



قتل کے بعد دوبارہ زندہ رہنا:

پانچواں (پانچواں) یہ ہے کہ قتل ہونے کے بعد ہمیں قیامت کے دن دوبارہ ایتھنز اور خدا کے سامنے لایا جائے گا اور وہ ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

ایمان:

یہ وہ پانچ چیزیں ہیں جن پر ہر مسلمان ایمان رکھتا ہے۔ ان دونوں جملوں میں وہی باتیں مختصر اور کھیلی جاتی ہیں جن کی زبانیں اور دل ایمان لانے کے لیے ایمان رکھتے ہیں۔

"اللہ سبحانہ و تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" حق کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ وہ ان باتوں کو پھیلائیں اور لوگوں کو سمجھائیں۔

سب سے پہلے مسلمان:

عرب جاہل، جاہل، جاہل اور اللہ کے دین سے اس قدر غافل ہو چکے تھے کہ شرک اور کفر میں اس قدر جکڑے ہوئے تھے کہ وہ ان کی آواز بھی نہیں سن سکتے تھے۔ وہ حق کی آواز جس کے کانوں میں سب سے پہلے پڑھی جاتی تھی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم



صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا بیان پیش کیا۔ ان کو تعلیم دی، انہوں نے سنا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قریش کے مشہور تاجر تھے اور جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیغام پڑھا تو فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

ان کے چچا ابوطالب رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام علی رضی اللہ عنہ تھا اور وہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رہتے تھے اور امدی کے ساتھ رہتے تھے اور بچپن سے ہی مسلمان رہے۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو گئے۔

اس کے باوجود انہوں نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خفیہ طور پر قریش کے لوگوں کو اسلام کی باتیں بیان کیں جو فطرت میں اچھے تھے اور سمجھنے کے قابل تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مطابق بڑھے بڑھے نامی افراد میں سے پانچ مسلمان ہیں جن کے نام یہ ہیں:

1. حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
2. حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
3. حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
4. حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
5. حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ



پھر یہ بحث خفیہ طور پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک پہنچی اور مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ انہی بھی چند غلام تھیں، جن کے نام یہ ہیں:

- . حضرت بلال رضی اللہ عنہ
 - . حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ
 - . حضرت خباب بن حارث رضی اللہ عنہ
 - . حضرت صہیب رضی اللہ عنہ
- قریش کے کچھ نوجوان بھی سب سے پہلے اسلام میں آئے، جیسے:

- . حضرت ارقم رضی اللہ عنہ
- . سید بن زید رضی اللہ عنہ
- . حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- . حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
- . حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ

اب آپسستہ آپسستہ مکہ کا موسم بہار پھیلنے لگا اور قریش کے سرداروں نے بھی یہ نئی تعلیم سنی شروع کر دی۔ ایک جہالت تھی، دوسری باپ دادا کے دین سے لاعلمی تھی، ایسی باتیں تھیں کہ قریش کے سردار اس نئے دین سے ناراض ہو گئے۔ جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے انہیں پیاس لگنے لگی۔ مسلمان محافظوں کے دروازوں اور غاروں میں جا کر خاموشی سے نماز پڑھتے اور اللہ کے نام پر لیٹ جاتے تھے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیمے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے چچا ابوطالب تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہمارے دادا ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ ابوطالب نے



کہا: اس دین پر قائم رہو، میرے بغیر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

تین دن تک وہ بتوں کے خلاف خاموشی اور خاموشی سے لڑتے رہے اور لوگوں کو صحیح دین کا درس دیتے رہے۔ جو عقل مند اور عقلمند تھے وہ قبول کر لیتے تھے اور جو جاہل اور ضدی تھے اور ایمان نہیں لاتے وہ دشمن بن جاتے۔

اس زمانے میں خانہ کعبہ پر ایک لعنت تھی جو ایک سیچے اور مخلص مسلمان ارقم رضی اللہ عنہ کا فخر تھا۔ یہ اسلام کا پہلا مدرسہ تھا۔ وہ اکثر اس کا دورہ کرتے اور مسلمانوں سے ملتے اور انہیں اللہ اور ان کے ایمان کی یاد اور تعلیمات کی اعلیٰ ترین باتیں بتاتے تھے۔ ملو اور مسلمان بنو۔

پہلی عام تبلیغ

(صفا پہاڑی جسے قریش کہا جاتا ہے)

(3) تین سلاخوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرے اور بت پرستی کی مخالفت کرے اور ہمارے بندوں کی بھلائی اور نصیحت سنے۔ اس کے چچا اس سے کتنا پیار کرتے تھے۔ جس نے اس کی سب سے زیادہ مخالفت کی اور اس کی دشمنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، باقی بھی عفی کے چچا تھے جن کا نام ابولہب تھا۔ ابو لہب کے علاوہ ان کے دین کا سب سے اہم دشمن ابو جہل نکلا، جو قریش کا سردار اور بارہ امیر آدمی تھا۔ قریش کے

سرداروں نے کہا کہ اگر خدا نے اس کی مخالفت کی۔ اگر اسے اپنا رسول اور نبی بھیجنا ہوتا تو وہ مکہ یا طائف کے کسی مالدار سردار کو بھیج دیتا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ خدا کے دربار میں مال اور ریاست نیکی اور بھلائی کی قیمت ہے۔ اس نے پھیلے ہی دنیا کو پھیلا دیا تھا کہ وہ عبداللہ کے یتیم بیٹے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قریش کے خاندان میں اپنا آخری رسول بنا کر بھیجے گا۔ بھیجا اور اب ظاہر ہوا۔

جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمہ دین کی تبلیغ کا حکم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی ایک پہاڑی پر جھک کر قریش کو پکارے جن کا نام صفا تھا۔ عرب آئین کے مطابق یہ آواز سننے کے بعد قبیلے کے تمام آدمیوں کے لیے جمعہ ہونا ضروری تھا۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے دشمنوں کی ایک فوج اس سہ پہر کے وسط میں آ جائے تو کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے؟ سب نے کہا، ہاں، یقیناً، کیونکہ ہمیں نے ہمیشہ آپ کو سچ بولتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا، "اس لیے میں کہتا ہوں کہ اگر ٹام نے خدا کا پیغام نہیں سنا تو تمہارے لوگوں پر بہت غصہ آئے گا۔ قریش کے دوسرے سردار بھی غصے میں آ جائیں گے اور چلے جائیں گے۔"

جنرل تبلیغی جماعت:

لیکن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سرداروں کی ناراضگی کی پرواہ کی اور قلم کے لیے بت پرستی کی بات کرتے رہے اور اللہ کی وحدانیت، وحدانیت، اخلاق اور قیامت کے دن کی بات کرتے رہے، جن کے دل تنگ تھے اور ان کے دلوں کو قبول کرتے تھے، لیکن وہ لوگ جو دل کے سردار نہیں تھے اور فسادات میں اترے اور ان پر ظلم کیا۔ راستے میں کانٹا ڈال رہا ہے۔ اگر وہ نماز میں نمکین ہوتا تو



چرتا، کعبہ کی عبادت کے لیے جاتا تو آوازیں بلند کرتا، آپ کو شاعروں، جادوگروں، پگھلوں کے طور پر لوگوں میں مشہور کر دیتا اور جو کوئی برے کاروباری شخص کے پاس آتا تو وہ پھیل جاتا اور کہتا کہ ہماری قوم میں سے ایک نے اپنے آباء و اجداد کے دین سے منہ موڑ لیا ہے، اس کے پاس مت جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تمام ڈھانچے برداشت کرتے تھے اور اپنا کام کرتے تھے۔ قرسیہ نے دیکھا کہ جب وہ کسی چیز پر نہیں آتے تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ایک دین میں گاتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے مال کو گالیاں دیتا تھا، اس نے ہمارے باپ دادا کو گمراہ کیا اور ہمیں تحفہ دیا۔ اب یا تو درمیان میں یا تیم بھی میدان میں ہیں تاکہ ہم ڈونو میں ان میں سے کسی ایک کا فیصلہ کر سکیں۔ ابو طالب نے دیکھا کہ اب وقت نازک ہے، انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا کہ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ آپ اسے برداشت نہ کر سکیں۔ ان کی باتیں سن کر اس نے اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر دیا اور پھر کہا: "چچا یوحنا، خدا کی قسم! اگر لوگ ایک ہاتھ پر سورج اور دوسری طرف کچھ لگائیں گے تو میں اپنے کام پر نہیں آؤں گا۔ ان کی ثابت قدمی اور ثابت قدمی دیکھ کر ابو طالب اس اثر سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے ان سے کہا: بھتیجے جاؤ اور اپنا کام کرو، تم کچھ نہیں کر سکتے۔

چچا کا جواب سن کر اس نے دل میں ایک دھاگہ باندھ لیا اور اپنا کام کرنے لگا اور تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا۔

زیادہ تر قبیلے مسلمان ہونے لگے تھے۔ قریش کے سرداروں نے دیکھا کہ خطرہ کام نہیں کرتا، اب وہ پھسل کر کام کریں، ان سب نے سمجھ

کر عتبہ نامی سردار کو اس کے پاس بھیجا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا: اے محمد! قوم کو تقسیم کرنے کا کیا فائدہ؟ اگر تیم مکہ مکرمہ کا سردار ہے تو وہ موجود ہے، اگر آپ کی شادی اتنے پرانے گھرانے میں ہوئی ہے تو یہ بھی زیادہ ہو سکتی ہے، اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو ہم بھی اس کے لیے تیار ہیں، لیکن تم کو اس کام میں کچھ دلچسپی ہے۔

عتیبہ نے سوچا کہ ہم نے جو چال چلائی ہے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں چیزوں میں سے کسی ایک کے لالچ میں ضرور سولہ ہو جائیں گے، لیکن آپ کی زبان میں اب جو کچھ انہوں نے سنا ہے اس کی انہیں امید نہیں تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن پاک کی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں اور کہا کہ ان کا دل کانپ رہا ہے اور جب وہ واپس آئے تو قریش نے دیکھا کہ ان کے چہرے کی رنگت معدوم ہو چکی ہے۔ عتبہ نے کہا: بھائیو! محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو قلم استعمال کرتے ہیں وہ نہ تو شاعری ہے اور نہ ہی جادوئیت - میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے کہیں کہ انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں، اگر وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور غالب عربوں سے آگے ہیں تو یہ ہماری واحد عزت ہے، ورنہ عرب کے لوگ خود انہیں قتل کر دیں گے، لیکن قریش نے اس کی بات نہیں سنی اور ان کی ضد کے برابر رہے۔

اب یہ آپ کا کام تھا کہ ہر کاروباری شخص کے پاس جائیں اور اسے سمجھائیں، کوئی شائستہ ہوگا اور کوئی خاموش رہے گا، کوئی کانپ جائے گا۔ اس صورت حال میں جو لوگ آپ پر ایمان رکھتے ہیں اور



مسلمان ہیں، ان کی زیادہ تعریف کی جاتی ہے اور ان کے مسلمان ہونے کی کہانی زیادہ دلچسپ ہے:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے کی وجہ سے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ان کے چچا تھے، وہ رشتے میں خلع کے بیٹے تھے، اور دودھ کے ساتھ بھائی بھی تھے، اس لیے وہ زیادہ محبت کرتے تھے، ایک عمر رسیدہ پہلوان تھے، زیادہ وقت سیر اور شکار میں گزارتے تھے، ابو جہل جانتے تھے کہ وہ انہیں کتنا ہراساں کرتے تھے۔ یہ دین کا معاملہ ہے کہ ابو جہل نے اپنے معمول کے مطابق آپ کے ساتھ بدسلوکی کی۔ جب حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کی طرف لوٹ رہے تھے تو انہوں نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اسے دہرایا اور حمزہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصے میں آگئے اور ایسی حالت میں خانہ کعبہ کے ایک کونے میں جہاں قریش کے بزرگ ان کی ملاقاتوں میں بیٹھتے تھے۔ وہ آکر ابو جہل کے پاس آیا اور اس کے سر پر کمان مارا اور کہا: بے شک! میں مسلمان ہو گیا ہوں، میرے ساتھ جو چاہو کرو، انہوں نے مزید کہا کہ اسلام کے جرگے میں قریش کا ایک بارہ پہلوان شرق بن گیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے کی وجہ سے

حضرت خطاب رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ قریش کے ایک گھرانے سے تعلق رکھنے والے نوجوان تھے، جو مزاج کے لحاظ سے ساختی تھے، جو اس وقت اسلام کے بہت بڑے دشمن بھی تھے، مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے اور ان پر ظلم و ستم کرتے تھے۔ خدا کے ساتھ ایسا ہوا کہ ایک مذہب کھانے میں اس قدر پڑھ رہا تھا کہ اس نے بٹ کھانے کے اندر "لیلا ایللا" کی آواز سنی، گھبرا کر اٹھ گیا اور کبھی کبھی اس آواز کی سچائی پر شک کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو دوسروں کی بات سنتے تھے۔ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرآن کی ایک سورت پڑھ رہے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر آیت سن رہے تھے اور اس پر عمل ہو رہا تھا۔

ان کی بہابھی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہما مسلمان ہو چکے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پائے گئے تو انہوں نے دونوں کو رسیوں سے باندھ دیا۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سر نہ کاٹا جائے۔ راستے میں ان کی ملاقات ایک مسلمان سے ہوئی۔ اس نے پوچھا: عمر! ارادہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام آج ہی مکمل کرو۔ اس نے کہا کہ اپنی آنکھیں پھیلاؤ اور اپنی بہابھی کی خبر لے لو۔ وہ مایوس ہو گیا، پیچھے مڑ گیا اور اپنے بازوؤں کی گھرائیوں میں چلا گیا۔ جب وہ پہنچے تو قرآن کی تلاوت سن کر غصے میں آ گئے اور بہینوئی کو کھلے عام پیٹنے لگے، لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان میں توحید کی بھی یہی خواہش ہے۔ اس کے دل پر بارہ اثرات مرتب ہوئے اور اس نے کہا: "ٹھیک ہے، مجھے دیکھو کہ سورۃ تیم کون پڑھ رہا تھا، اور اس نے چادر اپنے ہاتھ پر رکھ لی، اس



کی تلاوت کرتے ہوئے اس کا دل کانپ اٹھا۔ آخر میں انہوں نے پکارا،
"لیلا الہ محمد اور رسول اللہ"

ایک وقت تھا جب وہ ارقم رضی اللہ عنہ کی قبر میں تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے، کووں کو تالے لگے ہوئے تھے، وہاں موجود مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کو تلوار کے ساتھ دیکھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چلو اگر وہ اخلاص کے ساتھ آئے گا تو اس کا سر تلوار سے کاٹ دیا جائے گا۔ دروازہ کھولا گیا اور جب عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا۔ کیون عمر! تم کس طرح کے آدمی ہو؟ یقین کرنا۔ یہ سن تے ہی مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ پر اتنی زور سے نعرے لگائے کہ مکہ کی پہاڑیاں بلند ہو جائیں گی۔

جب کفار کو معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہیں تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ لیکن آس بن وائل کی وضاحت واپس چلی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اب تک کفار خانہ کعبہ میں جا کر نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان تھے اور تمام مسلمانوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے اور نماز ادا کی۔



غریب مسلمانوں پر ظلم و ستم

قریش نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا سیلاب روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور سیلاب نہیں رکا تو انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی۔ وہ غریب مسلمان جس پر کافر کا باس چلایا جاتا تھا، سہ پہر کے وقت عرب کی پتھریلی اور پتھریلی زمین بہت گرم ہو جاتی تھی، اس وقت اور تیز دھوپ میں بے بس مسلمانوں کو پکڑ کر اس تپتی دھوپ میں اسی گرم زمین پر دیر سے چاٹنے پر بھاری پتھر لگا کر جسم پر گیند رکھ دیتا تھا، لوہے کو آگ پر گرم کریں اور اس پر داغ لگائیں۔ یہ وہ آلات تھے جو بلال رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ مسلمان بندوں کو دیے جاتے تھے۔

اگر وہ مطمئن نہ ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گود میں رسی باندھ کر انہیں لندن کے حوالے کر دیتے اور سڑکوں پر گھسیٹتے۔ جانی اور خدا بلند ہیں اور خدا بلند ہے۔

صہیب بھی ایک غلام تھا جو مسلمان تھا اور اس قدر مر جاتا تھا کہ ہوش و حواس کھو دیتا تھا۔

خباب بن العارط رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں میں سے تھے جنہیں تراویح کی تکلیف دی گئی یہاں تک کہ انہیں گرم کوئلے پر لیٹا دیا گیا اور کوئلے کے ٹھنڈا ہونے تک چوری نہیں کیا گیا۔



حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، ان کے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ سمیہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ کے غریبوں میں سے تھے۔
یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافروں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور سامیہ رضی اللہ عنہا کو ابو جہل نے اس طرح چہرا گھونپا کہ وہ مر جائیں گی۔ عمرو رضی اللہ عنہ گرم زمین پر اس قدر لیٹے ہوئے تھے کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ زنیہ رضی اللہ عنہا کو ایک مسلمان سے باندھ دیا گیا اور ابو جہل نے اسے اس قدر قتل کیا کہ اس کی نظریں اس پر اور دوسرے غریب مسلمانوں اور نومسلم غلاموں اور کنیزوں پر ڈال دی گئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ، امیر، لبیبہ، زنیہ، نادیہ اور ام ابیص رضی اللہ عنہا کو ان کے ظالم اور سفاک آقاؤں سے نجات دلائی۔

غریب مسلمانوں کا یہی حال تھا۔

وہ لوگ جو عزت و دولت کے مالک تھے اور اپنے بڑے رشتہ داروں کے پنجوں میں جکڑے ہوئے تھے:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے انہیں رسی سے باندھ کر قتل کر دیا۔

سید بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اسے عمر رضی اللہ عنہ کو دیا کرتے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مسلمان تھے لیکن ان کے چچا انہیں چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھوتے تھے۔



عبد اللہ بن مسعود خانہ کعبہ میں گئے اور سورۂ رحمن کی تلاوت شروع کی تو کافروں نے ان پر چاروں طرف سے حملہ کیا اور انہیں بری طرح پیٹا۔

مسلمان اس بیکاسی میں کیا کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے بارے میں شکایت کیا کرتے تھے اور ان سے دعا مانگتے تھے کہ مسلمان سلامتی حاصل کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی اور اگلے نبیوں کا قصہ سنایا اور ان کو حق کی راہ میں آنے والی مشکلات بیان کیں اور فرمایا کہ حق کا سورج زیادہ دائرے میں نہیں بھرے گا۔ کیسی کی روح کو لوہے کے ڈبے سے بھگا دیا گیا تھا، لیکن اس نے سچائی چوری نہیں کی۔

حبشہ کے سائے ہیں

ایک شہر سے دوسرے شہر تک، چھیلنے کے طریقے ہیں۔ آپ نے پڑھا ہوگا کہ عرب ملک سمندر کے کنارے اونچا ہے اور حجاز جو سمندر کے کنارے اونچا ہے، اس کا نام باہر احمر اونچا ہے۔ بحیرہ احمر کے اس طرف افریقہ میں حبشہ کی سرزمین بلند ہے۔ وہاں عیسائی ایک بودھی راہب تھا۔ نبوت کے پانچویں سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے یہ لوگ اور چار دیگر افراد کشتی میں سوار ہو کر حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حبشہ کے بدیشا میں نجاشی کے کھیت ہیں۔ نجاشی نے ان مسلمانوں کو امن و سکون میں رکھا۔ جب قریش کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے دو سفیروں کو نجاشی بھیجا اور کہا کہ یہ



ہمارے مجرم ہیں، انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ بدیشا نے مسلمانوں کو بلایا اور ان سے صورتحال کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف سے ایسا وقت دیا:

"اوہ، برا! ہم جاہل تھے، ہم مردہ کو کھاتے تھے، کرتے تھے، مظلوم پڑوسیوں، مظلوم بھائیوں، مظلوم بھائیوں، طاقتور اور کمزوروں کو کھاتے تھے۔ اس دوران ہمارے درمیان ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس کی فصاحت، سچائی اور ایمانداری کو ہم جانتے تھے۔ انہوں نے ہمیں دین حق کی دعوت دی اور ہمیں کہا کہ بتوں کی عبادت کریں، سچ بولیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، پڑوسیوں پر کا داغ نہ ڈالیں، ہمسایوں پر کا داغ نہ ڈالیں، نماز قائم رکھیں، روزے رکھیں، صدقہ کریں، ہیمان کریں، ہیمان کریں، اس شخص کے خدا کے نبی اور اس کے کلام پر عمل کرو۔ اس جرم پر ہمارے لوگ ہماری زندگیوں کے دشمن بن گئے اور ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ ہم نے اسے چوری کیا اور اسے اس پہلی غلطی میں لے گئے۔

نجاشی نے کہا، "سردار کاہن کو وہ کلام پڑھ کر سنا دو جو تمہارے نبی کی طرف وحی کی گئی تھی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی چند آیتیں پڑھیں تو نجاشی پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ ان کی آنکھیں آزاد ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! یکلام اور انجیل ڈونو ایک ہی چراغ کا حصہ ہیں۔ وائی وائی کاہن نے قریش کے ایڈمز سے کہا کہ واپس جاؤ، میں ان مظلوموں کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔



جب مسلمانوں نے نجاشی کی مہربانی دیکھی تو زیادہ سے زیادہ مسلمان خاموشی سے بعثت میں چلے گئے یہاں تک کہ ان کے دادا کم و بیش تراسی (83) ہو گئے۔

وادی میں ابوطالب کی حراست (شیعہ) (سماجی بائیکاٹ)

قریش نے دیکھا کہ یہ حکمت عملی بھی کارگر ثابت نہیں ہوئی۔ نبوت کے تمام خاندانوں نے نبوت کے ساتویں سال کے لئے ایک ساتھ عہد کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سے کوئی بھی، جس کا نام بنو ہاشم تھا، ان سے شادی نہیں کرے گا، نہ ان کے ہاتھ خریدیں گے، نہ انہیں کھانا دیں گے اور نہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کریں گے۔

یہ موحید خانہ کعبہ کے دروازے پر لکھ کر لٹکا دیا گیا اور ابوطالب خاندان کے تمام افراد کو ایک گزرگاہ پر لے جایا گیا جسے شعیب ابی طالب کہا جاتا ہے۔ یہیں پر دوسرے مسلمان بھی آئے اور پناہ لی اور بڑی مشکل سے یہاں رہنے لگے۔ اگر ان کی جلد خشک ہو جاتی، تو وہ اسے بھون کر کھاتے۔ بچے بھوکے مر رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھانے کے لیے کہیں سے کھانا لاتے تھے۔ کافر مسلمانوں کی حالت دیکھ کر خوش ہوئے۔ تین (3)



سال ایسے ہی گزر گئے، آخر کار کچھ ظالم خود رحم میں آئے اور انہوں نے اس ظالم آدمی کو شکست دی۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:
10 نبی وی آئی:

اب کیمپ سے باہر آؤ اور اپنے غاروں میں جاؤ۔ چچا ابی طالب کی وفات کے چند دن بعد ہی ان کی غمزدہ اہلیہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مصائب

10 نبی وی آئی:

اب کیمپ سے باہر آؤ اور اپنے غاروں میں جاؤ۔ چچا ابی طالب کی وفات کے چند دن بعد ہی ان کی غمزدہ اہلیہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔

قریش کے ظالموں میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ اٹھائیں۔ جب یہ دونو اٹھے تو میدان خالی ہو گیا۔ اب خود محمد کا علاج ہونے والا تھا۔



جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں تھے کہ ایک ظالم نے ان کے سر پر مٹی پھینک دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی لے کر سر دھوئے اور اپنے والد کی سورت دیکھتے اور روٹی چلی جاتی۔ مت روو، خدا تمہارے باپ کو چوری نہیں کرے گا۔

ایک دفعہ وہ خانہ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ قریش کے سردار ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، نماز دیکھ کر فرمایا کہ کوئی اونٹ کی لکڑی اس کی گردن پر رکھ دے۔ اور آئین نے اس گڑبڑ کو کیسے دور کیا؟

ایک بار ایک شریر آدمی نے اس کی گردن میں پھندا ڈال دیا اور اناج پینا چاہتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر اسے بچایا اور اس سے کہا: کیا تم کسی شخص کی جان صرف اس لئے لینا چاہتے ہو کہ میرا رب اللہ ہے؟

سیکٹرم سفر:

مکہ مکرمہ (40) مل کی کٹائی پر ایک سرسبز و شاداب شہر تھا، مکہ کے لوگوں کی حالت دیکھ کر انہوں نے وہاں کے سرداروں کو اسلام کا پیغام سننے کا فیصلہ کیا۔ وہ زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور وہاں کے سرداروں کو دین حق کی دعوت دی، لیکن افسوس کہ ان میں سے کسی نے بھی اسے قبول نہیں کیا اور اس پر یقین نہیں کیا، بلکہ بازار کے شریروں کو آپ کو کچلنے کے لئے اکسایا۔ جب پادری درد میں بیٹھ جاتا تو وہ اپنے بازو پکڑ کر اوپر اٹھا لیتا، وہ دوبارہ پتھر پھینک کر دوبارہ بیٹھ جاتا، تھک کر بیٹھ جاتا، آخر کار



اس نے ایک باغ میں پناہ لی، یہ ایک بخشی کا وقت تھا۔ اس وقت آپ کو خدا کا ایک فرشتہ نظر آئے گا جس نے آپ کو خدا کا پیغام دیا کہ اے رسول! اگر آپ کہتے ہیں کہ محافظوں کو بھوت پر مار دیا جائے تاکہ انہیں کچل دیا جاسکے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر مہربانی کی اور فرمایا: اے اللہ ایسا نہ کرو، آپ کا کوئی پیروکار ان کی اولاد شید میں پیدا ہو۔

قبائل:

طائف کے غیر موثر سفر نے ان کے دین کو متاثر نہیں کیا۔ اب انہوں نے ایک قبیلے میں گھومنے پھرنے اور خدا کا پیغام سننے کا فیصلہ کیا۔ ان کے لئے مکہ میں حج کا قدرتی موقع تھا۔ اس وقت مکہ میں حج کا قدرتی موقع تھا۔ ان اجتماعات میں وہ ہر قبیلے کے پاس واپس گئے اور اپنی آیات "کہنہ اور قار کی تلاوت" کی جس کا اثر پورے ملک میں اسلام کے پیغام کو پھیلانے کا تھا۔

اوس اور خزرج قبیلوں میں اسلام

ان قبیلوں میں شہر یثرب کے دو مشہور قبیلے تھے جن کے نام اوس اور خزرج تھے۔ یہ قبیلے اس شہر میں طویل عرصے تک رہتے اور کھیتی کرتے تھے، ان میں یہودی تھے جو تاجر تھے، جو سب سے آگے



تھے، لوگوں کو سودے اور پیداوار پر قرض دیتے تھے، اور بھاری ٹیکس وصول کرتے تھے۔ وہ حکمرانی کرتے تھے۔ لہذا دونو قبائل یہودیوں کے جال میں پھنس گئے۔

یہودیوں کی عثمانی کتابوں میں ایک نبی کی آمد کی خبر تھی اور یہودیوں کے اکثر اجتماعات میں ان کی ولادت کی باتیں ہوتی تھیں۔ یہ آوازیں اوس اور خزرج کے کانوں میں بھی پڑھی جاتی تھیں۔ رجب کے مہینے میں نبوت کے دسویں سال میں یہ دونو قبیلے مکہ آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اللہ کا کلام سنایا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ نبی لگتے ہیں۔ پادری ایسا نہ ہو کہ یہودیوں کو ڈرایا دھمکایا جائے۔ وائی کاہنیکر نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا، وائی چائی (6) ایک کاروباری شخصیت تھے۔

دوسرے سال یثرب بارہ (12) تشریف لائے اور مسلمان ہو گئے۔ ان کی خواہش تھی کہ ہمارے ساتھ ایک کاروباری شخصیت بھیجی جائے جو ہمیں اسلام کے الفاظ سکھائے اور ہمارے شہر میں جا کر 'عز' کہے۔ اس کام کے لیے انہوں نے موسیٰ بن امیر رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا۔ عبد مناف کے پوتے اور پران مسلمانوں میں سے تھے۔ یثرب اور یثرب ان کے ساتھ آئے اور لوگوں کے غاروں میں واپس چلے گئے اور اسلام کے بارے میں نعرے لگائے۔ ایک سال کے بعد شہر کے زیادہ تر گھرانے مسلمان ہو گئے۔

عقبہ کی بعثت:

اگلے سال جب حج کا وقت آیا تو 72 سالہ یثرب بھٹار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے اور ان کے ہاتھ پر بیٹھ گئے، اس وقت ان کے ساتھ ان کے چچا اباس رضی اللہ عنہ بھی تھے جو ابھی مسلمان نہیں تھے لیکن ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں بہت احترام کرتے ہیں اور ہم نے ہمیشہ شیطانوں کے مقابلے میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ اگر آپ انہیں مارنے تک ان کی حمایت کر سکتے ہیں تو اب ان کا جواب دیں۔ یثرب کے سرداروں میں سے ایک براء نے کہا: ہم تلواروں کی گود میں ہیں اور ہم ایسی بات کہنے میں کامیاب ہوئے کہ ایک اور سردار ابو الہیثم رضی اللہ عنہ نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!! ہمارے اور یہودیوں کے درمیان اختلافات ہیں۔ بعثت کے بعد آپ طوطے کے پاس جائیں گے، ایسا نہ ہو کہ جب اسلام کو طاقت اور طاقت ملے گی تو آپ ہمیں چوری کر لیں گے۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا:

"تیرا خون میرا خون ہے۔ تم میرے ہو اور میں تیرا ہوں۔"

اس کے باوجود انہوں نے بارہ میں 12 نقیب (سرداروں) کا انتخاب کیا - ان کے نام انہی لوگوں نے منتخب کیے تھے - ان بارہ (12) میں خزرج کے نو (9) اور اوس کے تین (3) تھے۔



ہجرت مدینہ منورہ اور انصار

مسلمانوں کو یثرب / یثرب میں امن کی جگہ مل گئی تھی اس لیے اس نے مکہ کے مسلمانوں کو اپنا ملک چوری کرنے اور یثرب شہر جانے کی اجازت دے دی۔ مسلمانوں نے آپسٹہ آپسٹہ یثرب شہر کو چوری کرنا شروع کر دیا۔ رات کے وقت ہر قبیلے کا جمعہ ہونا چاہیے اور سب مل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں قتل کر دینا چاہیے۔

اہل مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سخت مخالف تھے، لیکن پھر بھی ہر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمانداری اور امانت پر یقین رکھتا تھا۔ اس حکم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اپنے بستر پر آرام کرتے رہے، قریش کی لاٹھیاں آخر تک گھر کو گھیرتی رہیں، یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بجائے علی بن طالب رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر تھے۔

ہجرت کا مشورہ صدیق اور ابوبکر رضی اللہ عنہم میں پہلے ہی پھیل چکا تھا اور وہ دونوں اپنے گھروں سے نکل کر مکہ کے قریب سور کے گھر میں چلے گئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دشمن بہت آگے ہیں، کہہ دو کہ اگر وہ ان کے قدموں کی طرف دیکھیں گے تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے، لیکن آپ نے کہا: مت ڈرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم تین مذاہب تک اس غار میں قیام کرتے رہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ



عنہ کے بیٹے عبداللہ رات کو اہل مکہ کے حالات اور مشورے سے آگاہ کرنے آتے تھے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا دودھ پیلیٹ۔

چوتھا دین ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہم کا تھا اور وہ ایک رات آگے بڑھے اور دوسرا دین ایک سعی میں چٹان کے نیچے فروخت ہوا، ایک چرواہا بکری چرا رہا تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے دودھ لے کر آگے بڑھے۔ مکہ مکرمہ کے ایک خوبصورت سپاہی سورۃ ابن الشام نے جب یہ اشتہار سنا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چٹان پر پہنچ گئے جب وہ چٹان کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اس نے آپ کو دیکھا اور چاہتا تھا کہ گھوڑا دورے کے قریب پہنچ جائے، لیکن گھوڑے نے ٹھوکر ماری اور گر پڑھا۔

ترک (چمڑے کا تھیلا جس میں تیر ترکی کے کھیت ہیں) تیر سے باہر آیا اور اسے عرب آئین کے مطابق فعال کر دیا۔ اس کا جواب "نہیں" میں آیا، لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔ گھوڑا دوبارہ پلٹ گیا۔ اب گھوڑے کے پاؤں گھٹنے تک زمین میں ڈوب گئے تھے۔ پھر وہ سمجھ گیا کہ وہ تھوڑا سا اور اونچا ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ! سلام ہو، آپ ان کی درخواست قبول کر لیں۔

مدینہ:

یثرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے باوجود مدینہ عربی میں اس شہر کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ مشہور ہوا اور اس وقت ان کا نام مدینہ ہو گیا۔



اہل مدینہ کو آپ کی آمد کی خبر ملی تھی اور ان سب کا انتظار تھا کہ زندہ بچ جانے والے لوگ خوشی اور جوش و خروش سے گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے کہ ہمارے نبی آرہے ہیں۔

چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چیٹس پر چرتی تھیں اور آپ کی آمد کی خوشی میں گانے گاتی تھیں (صلی اللہ علیہ وعلیہ وسلم وعلیہ وسلم وعلیہ وسلم)

جوان پتھروں کو سجاتے تھے اور شہر کے موسم بہار سے باہر نکل تے تھے اور ان کی آمد کا انتظار کرتے تھے اور انتظار کرتے اور لوٹتے تھے، ایک یہودی نے ایک چھوٹا سا قافلہ آتے دیکھا اور پکارا، اے لوگو! تم جس چیز کا انتظار کر رہا تھا وہ آگیا۔ یہ آواز سن کر پورا شہر تکبیر کے نعروں سے بیدار ہو گیا اور مسلمان ہتھیاروں کے ساتھ بہار سے باہر نکل آئے۔

پہلوی مسجد:

اس سے پہلے مدینہ منورہ کی اونچائی پر ایک چھوٹی سی آبادی تھی، تین مل چشمے تھے، جن میں عالیہ اور قبا خیط آباد تھے، جو ان مسلمانوں کے پسندیدہ خاندان تھے، کلصام بن حدام رضی اللہ عنہ ان کے سردار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مہمان تھے اور وہ ان کے مہمان تھے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پہنچ کر ٹھہرے ہوئے تھے، قیام کے وقت انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا کہا جاتا ہے۔



جمعہ جمعہ:

چودہ (چودہ) مذاہب کے باوجود مدینہ منورہ شہر میں قیام کیا جو جمعہ کا مذہب تھا۔ ان کی امت میں جمعہ کی ایک پہیلی نماز تھی۔ انہوں نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا، یہ خطبہ ایسا تھا کہ انہوں نے اسے سنا۔

مدینہ منورہ:

نماز کے بعد وہ آئے اور چلے گئے، ان کے چھوٹے رشتہ دار بنو نجار آپ کو ہتھیار لے کر آئے۔ شہر مدینہ سے لے کر شہر قبا تک ہر قبیلے کا رویہ منصفانہ تھا، جس قبیلے سے آپ پہلے گزرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ! ی گھر، یا مل، ی جان موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکر ادا کرتے اور دعا مانگتے۔ جب یہ شہر قریب آیا تو مسلمانوں کا جوش و خروش معلوم ہوا کہ آئین اور نغمے آرٹن چٹ پر نکل آئے:

"چدھوان کا چاند ہم نے سمنے آیا واڈا کی گھاٹی سے

"خدا کا شکر ہے جب تک کہ دعا کرنے والے دعا نہ کریں۔"

بنو نذر کی لڑکیاں، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی سی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل تھا، خوشی میں ڈف بجا کر یہ گیت گایا کرتی تھیں:



"ہمارے پاس نظر کی تردید ہے"

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ آباد ہو گئے ہیں۔"

جہاں مسجد نبوی ہے وہاں ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) کا گھر تھا جو نذر کے گھرانے سے تھا۔ آپ خالہ پر سوار تھے۔ ہر کوئی اسے اپنا مہمان بنانے کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا، لہذا وہ آنتینی کو اپنے گھر کے قریب روکنا چاہتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جگہ جاؤ جہاں اللہ نے انہیں حکم دیا ہے اور جب وہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر پہنچیں گے تو بیٹھ جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مہمانوں نے اتارا اور ایک دوسرے کو تمام آرام اور سجاوٹ فراہم کی۔ وہ سات ماہ تک ان کے ساتھ رہا۔

انصار:

عربی کا لفظ ہے، ناصر کا فرائیڈ ہے۔ اس کی والدہ اس کی معاون ہیں۔ مدینہ کے مسلمانوں نے اسلام کی عظیم خدمت اور احترام اور مکہ مکرمہ کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی وجہ سے مدینہ کے مسلمانوں کو انصار یا مددگار کا لقب دیا اور اس وقت وہ مدینہ آئے اور جو لوگ اپنے غرور کے بعد مدینہ آئے تھے انہیں مہاجر کا لقب دیا گیا۔

انصار نے پناہ گزینوں کو اپنے ہی غاروں میں چھوڑ دیا، انہیں اپنی جائیداد دی اور انہیں اپنے کاروبار میں سرمایہ کاری کی۔ تیرہ (13)



سال بعد بھی ، یہ پہلا موقع تھا جب مسلمانوں نے امن اور سکون کی آواز سنی۔

مسجد نبوی اور حجرہ کا تیمر:

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو اللہ کی ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرنی تھی، جہاں وہ تھے، وہاں قبیلہ نجار کے دو یتیم بچوں کا ایک گروہ تھا، جہاں وہ تھے، اور انہیں مسجد کے لیے یہ پسند تھا۔ دونو یتیم ان کی طرف سے مفت زمین دینا چاہتے تھے، لیکن انہیں یہ پسند نہیں آیا۔ ایک انصاری نے قیمت ادا کی۔ زمین کو برابر کر کے مسجد کو برابر کیا گیا اور مسجد بنائی گئی، اس مسجد کے معمار مائیں، عمر اور مزدور تھے۔ انہوں نے خود اور ان کے وفادار ساتھیوں نے ایک کچی دیوار کھڑی کی اور کھجور کے اوپری ورپ اور پٹیوں کی چادر بنائی۔ یہ مسجد نبوی کا پھیلاؤ تھا۔

مسجد کے قریب، اس نے اپنے لئے کچھ اسی طرح کے سیل تعمیر کیے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ٹکڑے راستے میں آگئے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور ان کی بیویاں حضرت عشاء رضی اللہ عنہا اور حضرت سعودہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ سے یہاں آئیں۔

سفہ واہ آل:

صفا عربی زبان میں "پلیٹ فارم" ہے۔ مسجد نبوی کے صحن میں ایک چبوترہ تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ مسلمانوں کا مسکن تھا جن کے



پاس پادری کی جگہ نہیں تھی۔ اور وہ جنگل سے لکڑی لا کر اور اسے پاس کر کے اور رات کو ایک استاد سے دین کی باتیں سیکھ کر مذہب فروخت کرتے تھے۔ وہ اکثر ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کی باتیں یاد کرتے تھے۔ کس قسم کا پادری اسلام پھیلاتا تھا یا اسلام کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا تھا۔ اگر ضرورت پڑی تو وہ انہیں بھیج دیں گے۔

نماز اور قبلہ کی تکمیل:

چونکہ مکہ مکرمہ میں امن و امان نہیں تھا - بغیر کسی ذریعہ کے نماز پڑھنا جائز نہیں تھا - لہذا فرض نماز دو رکعت تھی - جب مسلمان مدینہ آئے اور مذہبی آزادی حاصل کی تو انہیں ظہر ، عشاء اور عشاء کی چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں - مغرب کے تین راستے اور فجر میں ادا کریں۔ کیونکہ ہر وقت طویل قرآن کے بجائے زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا۔

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے ضروری تھا کہ مقررہ وقت پر مسلمانوں کو بلانے کے لیے ایک نشان لگا دیا جائے۔ ہندوؤں میں سونگھنے کا رواج تھا، عیسائیوں میں گھنٹہ اور یہودیوں میں قرآن کو سونگھنے کا رواج تھا۔ اسلام میں کھیلوں کی ان آوازوں کے بجائے انسان کی فطری آواز کو ترجیح دی جاتی تھی۔

اذان:



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

کاہن اور تمام مسلمان خدا کے اس حکم کو سن کر مسجد کے نگہبان تھے۔

مکہ مکرمہ میں نماز جمعہ بھی نہیں پڑھی جاتی تھی، مجھے مدینہ آنے اور یہ فریضہ ادا کرنے کا موقع ملا۔ سب سے بڑے حضرت موسیٰ بن عامر رضی اللہ عنہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے مدینہ بھیجا تھا، مدینہ تشریف لائے اور نماز جمعہ ادا کی۔ اور مسلمانوں کو جمعہ کی نماز ادا کریں۔

قبلہ:

نماز میں ہر ایک کو چوٹی کی طرف متوجہ کیا جانا چاہئے۔ ایسی چوٹیوں کو قبلہ کہا جاتا ہے۔ یہودی بیت اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے، یہ مسجد حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد تھی اور عربوں کا قبلہ کعبہ تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد تھی۔ جب تک وہ مکہ مکرمہ میں رہے، خانہ کعبہ کے سامنے خانہ کعبہ اتنا نمکین تھا کہ اس کے سامنے بیت اللہ بھی پڑھا جاتا تھا۔ بیتول ان دونوں میں سے



مقدس تھا، اس لیے ان میں سے صرف ایک کو قبلہ بنایا جانا تھا۔ جب وہ پھیلے تو یہودیوں کی پیروی کی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مسجد کی طرف نماز ادا کی، لیکن سولہ (سولہ) مہینوں کے بعد اللہ کا حکم آیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مسجد نبی کی طرف بڑھیں کیونکہ وہ اللہ کے سب سے زیادہ پھیلے ہوئے تھے۔ اس وقت خانہ کعبہ سب سے زیادہ پھیلا ہوا تھا۔ مسلمانوں کا خانہ کعبہ قبلہ کا اعلان کر دیا گیا۔

بھائی چارہ:

مسلمان بھی ہر خاندان میں مسلمان تھے اور پھر انہیں اپنے مال و دولت سے باہر جانے کی تعلیم دی گئی اور وہ بہت پریشان اور پریشان تھے۔ اس نے اپنے پانی یا پانی کو زمین میں جگہ دی، اس نے اپنا مال دیا، اپنے کھیت بنائے، اپنے کاروبار اور تجارت میں سرمایہ کاری کی۔

یہودیوں کے الفاظ اور آراء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے بعد مدینہ کے دونوں قبیلہ اوس اور خزرج جنگ سے تنگ آ چکے تھے اور اپنے ایک سردار

عبداللہ بن ابی بن سلوال کو اپنا دشمن بنانا چاہتے تھے۔ مدینہ کے حکیم مدینہ کی طاقت پر بیٹھے ہوئے تھے، کبھی اپنے فائدے کے لیے اور کبھی خزرج کے ساتھ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے سوچا کہ وہ ایک مہذب شخص لے کر آئے ہیں جو ہمارے دین کے قریب ہے۔ اس نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ شہر میں عدم اطمینان اور ذلت کی حالت دیکھ کر اس نے سوچا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ایسا معاہدہ ہونا چاہئے کہ دونوں فریق شہر میں آزادی سے لطف اندوز ہوسکیں۔ ہر ایک کے مذہبی حق کا تحفظ کیا جائے اور شہر کے تمام لوگ، چاہے وہ مسلمان ہوں یا یہودی، بہار پر حملہ کرنے والوں کے مقابلے میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے بات چیت کی اور اس تجویز پر رضامندی ظاہر کی اور وہ اس پر راضی ہو گئے لیکن چند مذاہب کے باوجود انہوں نے دیکھا کہ شہر میں اسلام کی طاقت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور ان کے دلوں میں ان کی طاقت جل رہی ہے۔

عبداللہ بن ابی کا خیال تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ نہ آتے تو ان کو مدینہ کے شر سے نوازا جاتا اس لیے گو اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے خلاف کچھ نہیں بول سکتے تھے لیکن دل میں وہ مسلمانوں اور یہودیوں کے خلاف بھی تھے۔

اہل مکہ کی شرارتیں اور سازشیں:

جو مسلمان مکہ کو عبور کر کے مدینہ آئے، اہل مکہ نے ان کے غاروں اور املاک پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ میں آنا اور بدترین لوگوں کے



لیے حج کرنا بند کر دیا۔ اگر کوئی جاتا تو خاموشی سے جا کر اپنی ہتھیلی پر سر رکھ دیتا اور غریب مسلمان یا چھوٹے بچے یا عورتیں مدینہ نہیں آ سکتے تھے۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے کوئی بات نہ سنی لیکن یہ دیکھ کر کہ ان کے مجرم مسلمان مدینہ میں ان کی گرفت سے آزاد ہو رہے ہیں اور طاقت حاصل کر رہے ہیں، انہوں نے یہودیوں اور مدینہ کے ایمانداروں کو سلام کیا اور انہیں بھیجا کہ تم نے ہمارے بھاگتے ہوئے مجرموں کو اپنے غاروں میں رکھا ہوا ہے۔ تم کو باہر نکالنا بہتر ہے، ورنہ ہم آپ کے شہر پر حملہ کریں گے۔

مسلمانوں کے تین دشمن:

مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کا صرف ایک ہی دشمن تھا۔ وہ مدینہ آیا اور تین دشمن بن گیا۔ کفار مکہ، مدینہ کے منافق اور حجاز کے یہودی۔ مکہ کے کفار تلوار سے فیصلہ کرنا چاہتے تھے۔ مدینہ کے منافقین اپنی چالوں اور سازشوں کے ذریعے نقصان پہنچاتے رہے اور حجاز کے یہودی جو عرب اور پورے حجاز کا دارالحکومت تھے، ان کے مال و دولت اور سرمائے سے تباہ و برباد ہو گئے۔ عرب کی ساری دولت ان کے قبضے میں تھی۔ عرب مزدوروں کی کاشت کاری اور زرعی پیداوار کے مالکان بیٹھ گئے۔ ملک کا سارا کاروبار اور کاروبار ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ اپنے مفادات اور دیگر دھوکہ دہی کے ہتھکنڈوں سے ملک کی بھلائی اور عرب کے بادشاہ کی ہر کوشش کے مخالف تھے۔



اسلام ان تین قوتوں کا مل کر مقابلہ کرنے اور ان میں سے ہر ایک کو ختم کرنے کی کوشش کرنے کا درس دیتا ہے۔

:MUNAFIQON SE BARTAOU

منافقین چار زبانوں میں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اس لیے ان کی مخالفت نہ کر کے اور انہیں سزا دے کر انہیں مزید دشمن بنا دیا جاتا تھا، لیکن وہ ہمیشہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے۔ وہ ان کے گناہوں سے توبہ کرتے تھے اور انہیں پوچھتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کا نائیک ان کے طرز عمل اور شریفانہ رویے سے متاثر ہو۔ صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر مجھے اجازت ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، کیا تم چاہتے ہو کہ لوگ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آدم کو قتل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی زبان میں "لا الہ الا محمد اور رسول اللہ" پڑھتا ہے تو اس کا شمار مسلمانوں میں ہوتا ہے اور اس میں (دل) کا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی درخواست پر انہوں نے انہیں اپنے جسم کا بابرکت احاطہ دیا۔ نہ صرف یہاں بلکہ انہوں نے مسلمانوں کی آواز بھی نہیں سنی اور ان کی نماز جنازہ بھی ادا کی۔

ان ادیان میں ایک دفعہ بنو حارث میں ایک گدھے پر سوار ہو رہے تھے تو راستے میں کچھ مسلمان، کچھ یہودی اور کچھ منافق ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے جن میں ان کے سردار عبداللہ بن ابی بھی شامل تھے۔ عبداللہ نے کہا: اے صاحب! مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ اگر آپ کا بیان سچ بھی ہے تو ہماری اسمبلی میں نہ آئیں اور ہمیں



بتائیں۔ مسلمان اس شخص پر ناراض تھے جو آپ کے پاس گیا اور آپ کو یہ سنایا، لیکن اس نے انہیں پرسکون کیا اور آگے بڑھ گئے۔

لیکن اس کے باوجود وہاں چوڑیاں اور چوڑیاں تھیں، اس لیے مسلمانوں کو ان سے ہوشیار رہنے کے لیے کہا گیا۔ انہیں خفیہ رکھا گیا اور مسلمانوں کو ان پر بھروسہ کرنے کے لیے رکھا گیا اور اسلام کے غلبے کے باوجود ان کی دوستی رک گئی۔

کفار مکہ کو روکنا:

کفار مکہ تلوار بردار تھے اس لیے انہیں روکنے کے لیے سورج کی ضرورت تھی۔ اہل مکہ کمزور مسلمانوں کو مکہ آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس حد تک کہ خانہ کعبہ کا طواف اور حج جو تمام عربوں کے لیے کھلا تھا، بھی مسلمانوں کے لیے بند کر دیا گیا۔ شام میں وہ دو، چار، کبھی دس اور کبھی دس بار آتے جاتے تھے اور مسلمانوں کو ایسا کرنے اور مسلمانوں پر سے اپنی پابندیاں ہٹانے کے لیے بھیجتے تھے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور ضد کرتے رہے اور مسلمان بھی اپنا تجارتی راستہ روکنے آئے۔ وہ شام اور حجاز کے درمیان تعلیم حاصل کرتے تھے اس لیے اہل مکہ اپنا راستہ تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ مدینہ کے ارد گرد کے عرب قبائل، جن کی تباہی یا اہل مکہ کی مدد کرنے سے مدینہ کا امن و امان خاک میں مل جائے گا، وہ ان کے پاس جائیں گے اور ان سے سولہ سال کا مطالبہ کریں گے۔ زمرہ 16 اور دوستی



کفار مکہ کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تقویت ملے گی جن کی تورات ضروری ہے کیونکہ مکہ کے ایک سردار کرز بن جبار فہری نے مدینہ کا چراغ مارا اور اس کے اونٹوں کو لوٹ لیا۔

اس جنگ کے تیسرے مہینے میں وہ 200 مہاجروں کو بانی مدینہ کے قبیلے میں لے گئے اور ان سے دوستی کی پیش کش کی۔

روایت ہے کہ رجب 11/2 میں انہوں نے بارہ آدموں کو وادی نخلہ میں بھیجا اور انہیں ایک بند خط دیا اور ان سے کہا کہ اسے دو دین کے مطابق کھول دیا جائے۔ اس کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھوں نے ان پر حملہ کیا، ان میں سے ایک عمرو بن حضرمی مارا گیا اور ڈو پکڑا گیا اور قافلے کا سامان لوٹ لیا گیا۔ تیم نے جنگ میں آگ لگا دی اور اسی وقت وہ مال واپس کر دیا جو اس ہاتھ نے لوٹا تھا وہ عرب کی قیادت کے مطابق واپس کر دیا۔ مکہ کا آدمی جو مارا گیا وہ قریش کے ایک عظیم سردار کا ساتھی تھا اور جن دو لوگوں نے گائے پکڑی تھی وہ قریش کے ایک اور سردار کے پوتے بھی تھے۔

خانہ کعبہ کی چاٹ پر اسلام کا پرچم...
فتح مکہ

8 رمضان المبارک:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے لائے گئے اس دین کا پہلا فرض کعبہ کو، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ پہلی



مسجد تھی، جو اسلام کا قبلہ اور دین کا مرکز تھی، مال غنیمت کی گندگی سے پاک کرنا تھا۔ یہ سب ایک پہل تھی کیونکہ مکہ پر قبضہ کیے بغیر اور کافروں کی ننگی تلواروں کو ہٹائے بغیر، ان جوتوں کو پھاڑے بغیر اور حرم میں پھینکے بغیر انہیں تباہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اب جبکہ ان جھوٹے معبودوں کی حفاظت کے لیے جو تلواریں علم رکھتی تھیں اور جھکی ہوئی تھیں، اب وقت آگیا ہے کہ خانہ کعبہ کو ان گندگیوں سے پاک کرنے میں شامل نہ کیا جائے۔

حذیبیہ کے سولہویں مسلمان اب مکہ پر حملہ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اللہ کی طاقت کو دیکھو کہ اسے خود اہل مکہ نے پیدا کیا تھا۔ حذیبیہ کے 16 کے کچ قبائل نے مکہ کے لوگوں کی حمایت کی تھی اور کچھ مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ ایک مسلمان قبیلے پر حملہ معاہدے کی خلاف ورزی تھی۔

خزاعہ، آہ اور بنو بکر میں وقتاً فوقتاً بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں، جب تک اسلام کا مقابلہ ہوتا رہا، سب کا جھکاؤ تھا۔ اب جب حذیبیہ کے سولہ مطمئن ہو گئے تو بنو بکر نے سوچا کہ دشمن سے بدلہ لینے کا وقت آگیا ہے۔ اچانک انہوں نے خزاعہ پر حملہ کر دیا، آہ۔ قریش کے بہادروں نے رات کے وقت سورتیں بدل دیں اور خزاعہ پر تلواریں چھیل لیں، آہ۔ خزاعہ، آہ نے حرم میں پناہ لی لیکن وہاں نہیں پایا۔ مختصر کے مطابق مسلمانوں پر ان کی مدد کرنا واجب تھا۔ انہوں نے مدینہ کا راستہ اختیار کیا اور جب انہوں نے وحی سنی تو بہت غمگین ہوئے کہ انہوں نے قریش کے پاس ایک رسول بھیجا اور تین شارٹس پیش کیے کہ وہ انہیں قبول کریں گے۔



1. خزانے میں مارے جانے والوں کے خون کی قیمت ادا کریں۔

(۲) اسے بنو بکرا کی حمایت سے الگ کر دیا جائے۔

(۳) معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی ہوئی۔

قریش کے سردار نے قریش کی طرف سے تیسرا معاہدہ قبول کر لیا کیونکہ معاہدہ حدیبیہ اب باقی نہیں رہا تھا لیکن رسول کے جانے کے باوجود اس نے ابو سفیان کو اپنا سفیر بنایا اور مدینہ پہنچ کر بنایا کہ معاہدہ حدیبیہ کو بحال کیا جائے۔ اس کے بعد وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں کوئی مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔

ابوسفیان لوگوں کے پاس گیا اور ان سے روایت کی کہ سب نے کہا کہ نہ تو سولہ سال پہلے کہ ہم سکون سے بیٹھیں اور نہ ہی کوئی جنگ ہے کہ ہم جنگ کا سامان کریں۔

اس نے مکہ کے لئے تیاری کی اور احتیاطی تدابیر اختیار کیں کہ اہل مکہ کو نہ ملے۔ 10 رمضان کو مکہ کی طرف لے جایا گیا۔ 10،10،000 فوجی مکہ کی طرف اترے۔ مکہ نے ایک منزل پر اتر کر اسے رات کو پھینک دیا۔ قریش کو پتہ نہیں تھا۔ ابو سفیان اور قریش کے دو سردار گڑھا ڈالنے کے لئے نکلے۔ جب وہ کچھ فاصلے پر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ بہار نے ایک لشکر پڑھ لیا ہے۔ ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ سے روانہ ہونے کے بعد راستے میں اپنی خدمت میں پہنچ چکے تھے، وہ اہل مکہ کی حالت پر مہربان تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ اگر لشکر کے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اہل مکہ خود مکہ آجائیں تو ان کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ اس نے ان سے کہا کہ اسلام کا لشکر مکہ پہنچ چکا ہے، اب قریش کی کوئی خبر نہیں ہے، ابو سفیان نے مشورہ سے پوچھا: میرے ساتھ

چلو اور میرے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اور یہ کس طرح کے لوگ تھے، لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں جلدی سے پکڑ لیا اور اپنے خیمے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ، کیا میں نے ابو سفیان کو پیغام دیا تھا کہ ابو سفیان کیوں تھا؟ جس نے بدر کے بعد سے اسلام کے خلاف تمام جنگیں لڑیں، عرب کے قبیلوں کو اکسایا اور بار بار انہیں درمیان میں لایا، جس نے اسے قتل کرنے کی سازش کی، وہ اب مسلمانوں کے چنگل میں تھا اور اپنے ہر جرم کی سزا میں تھا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ ان کے لیے فخر بھی ہے کہ اسے عام کیا گیا ہے۔

"جو شخص آج ابو سفیان کے گھر میں پناہ لیتا ہے اس کے پاس کوئی عقاب نہیں ہے۔ یہ رحمت اور عام ہوتی ہے کے جو اپنا گھر بندھے گا امریکہ کو بھی آسانی ہے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ ابو سفیان کو پہاڑی کے چھوٹے سے کنارے لے جائیں اور اسلامی فوج کا سیلاب دیکھیں، اسلام کی فوجیں جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں، سب سے پہلے قبیلہ غفار نظر آیا، پھر جہانیہ، حزیم اور سلیم کے قبیلے حثروں میں دفن ہوئے۔ ابو سفیان نے پوچھا: یہ کون سا لشکر ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آخر کار نبوت کا سورج دیکھا گیا جس کے گرد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا تھا۔

جب پوری فوج مکہ پہنچی تو وہاں صلح کی تبلیغ ہوئی اور حرم کا غرور جو تین سو (360) بتوں کا مسکن تھا، اس گندگی سے پاک ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا غرور دوبارہ اللہ کا فخر بن گیا اور توحید کی اذان مسجد کے اوپر اٹھ گئی۔ مسلمانوں کے قاتل اور



اسلام کی راہ کے پتھر آج روضہ مبارک کے صحن میں موجود تھے۔
اس نے اوپر دیکھا اور پوچھا: اے مکہ کے سردارو! آج میں آپ کے
ساتھ کیا کروں گا؟ ان سب نے کہا: "وہ جوان کا نیک بھائی اور بوڑھا
کا نیک بھتیجا ہے۔"

"جاؤ، آج تمہیں کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔ تم سب آزاد ہو۔"

یہ آواز کس طرح ایک آواز کی طرح تھی لیکن یہ دل کی گہرائیوں میں
تھی اور دل کی گہرائیوں میں اتر گئی تھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو میدان احد میں ٹکڑوں میں کاٹنے والے
ہندہ ابو سفیان کی بیوی نقاب پہن کر باہر آئی اور اپنی مشترکہ
دوست عافیہ کے پیغام سے خوش ہوئی اور چیخ کر عرض کی کہ یا
رسول اللہ! پہلے مجھے تیرے خیمے سے زیادہ کسی خیمے سے نفرت
نہیں تھی لیکن آج مجھے تیرے خیمے سے زیادہ پیارا کوئی خیمہ نہیں
ملا۔

آج کفر کی تمام قوتوں نے طوطوں کو گاتے ہوئے کہا کہ دشمنوں کے
تمام منصوبے ناکام ہو گئے اور فاتح اسلام کا جھنڈا مکہ کی چار
دیواری پر لہرا دیا گیا۔

"ایک کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی کھدائی میں کوئی اور نہیں،
اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اس نے اپنے خادم کی مدد کی اور آخر کار
اس نے کفار کے تمام قبیلوں کو اکیلے تور دیا بھیج دیا۔ آج کفار کا سارا
غرور اور غرور، خون کا سارا خون، زہر کا سارا انتقام اور تمام
دعوے میرے پاؤں کے نیچے ہیں، ان میں سے صرف دو ہی باقی رہ جائیں
گے: خانہ کعبہ کا کھانا اور حاجیوں کو پینے کا پانی دینا۔"

اے قریش کی قوم! اب اللہ تعالیٰ نے باپ دادا کا غرور اور باپ دادا کا غرور مٹا دیا ہے، اب آدم علیہ السلام کی پوری نسل برابر ہے، تیم سب ایک صنعت کار کے بیٹے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! میں نے تیم سب کو ایک انسان اور ایک انسان کے طور پر پیدا کیا اور تمہیں قبیلوں اور خاندانوں میں تقسیم کیا تاکہ تم تیم اپوس میں ایک دوسرے کو چھو سکو جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور پرہیزگار ہے، آج اللہ نے شراب کی خرید و فروخت اور سود کے کاروبار کو حرام قرار دیا ہے۔

اس وقت خانہ کعبہ اور حرم کی حدود میں ہوبل، لوط، منت واپگہ کے بارے میں تلخی تھی۔ آج ان کے جھوٹے خدا کا دور پورا ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کے ایک ہاتھ کے اشارے سے اور اب پتھر تھے اور ہر طرف توحید کی آواز بلند تھی۔

عرب کے صوبوں میں اسلام کی عمومی تبلیغ

اب عرب کا ہر حصہ نبوت کے سورج میں لپٹا ہوا تھا۔ مشکل کا ہر پتھر توحید کے راستے سے ہٹا دیا گیا تھا اور پورے حجاز میں اسلام کی حکمرانی تھی، لیکن اب شامان، یمامہ، بحرین اور آگرہ عرب کے کچھ صوبے تھے جہاں عرب کے کچھ صوبے ایسے تھے جہاں اگرچہ ایک دودعتی مسلمان ہو چکا تھا، اسلام کی کوئی عمومی تبلیغ نہیں تھی۔ یہ کوشش ناکام ہو چکی ہے، اب وقت آگیا ہے کہ دور دراز علاقوں میں بھی اسلام کی تبلیغ کی جائے اور شاہ اور رعایا اور امیر و غریب کو حق کی دعوت دی جائے۔



عرب کے تمام صوبوں میں سے بارہ صوبے یمن کے صوبے تھے جس پر تقریباً 50-60 سال تک ایرانیوں کا قبضہ رہا۔ طفیل بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ گئے اور اسلام قبول کیا اور ان کے زیر اثر اس قبیلے کے بعض قبیلے وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک تھے اور یمن کے ایک اور قبیلے اشعر میں مسلمان ہو گئے تھے۔

یمن میں قبیلہ حمدان مشہور تھا۔ جب اس قبیلے نے اسلام کا نام سنا تو انہوں نے اپنے سردار امیر بن فہر کو اس نئے دین کو آزمانے کے لیے مدینہ بھیجا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے جو دیکھا وہ یہ تھا کہ اسلام کی سچائی ان کے دل میں داخل ہو گئی۔ اور جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اپنے خاندان میں اسلام کی روشنی پھیلائی۔

یمن کے بعض قبیلوں میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے انہیں اسلام کا کام کرنے کے لیے بھیجا اور وہ چھ ماہ تک کام کرتے رہے لیکن یہ دیکھ کر انہوں نے انہیں واپس بلا لیا اور ان کی جگہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ اسی دوران سارا کا پورا قبیلہ مسلمان تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی برکت سے ہمدان، جزیمہ اور ماڑاج کے قبائل میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ یمن کے دیگر شہروں میں اسلام کی دعوت پھیلانے والے دوسرے نمایاں صحابی کے طور پر مقرر۔ چناچہ سنا، جو شعبان کا تخت تھا۔ خالد بن سید رضی اللہ عنہ نے ناکام ہونے کی کوشش کی۔ قبیلہ طائی سب سے پہلے اس کو پھیلانے والا تھا۔ یمن کے دیگر شہروں میں اسلام کی دعوت۔ حاتم ثائی کے بیٹے عدی اس قبیلے کے سردار تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی اور شفقت کو دیکھ کر



مسلمان ہو گئے اور ان کی دعوت پر ان کے قبیلے نے بھی کلمہ توحید پڑھا۔ انہوں نے شہروں میں اسلام کو پھیلایا۔ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے یمن کے شہزادے حارث بن عبد القلال رضی اللہ عنہ کے ایک صحابی کو دائرہ اسلام میں شامل کیا۔ وبر بن یحان رضی اللہ عنہ نے یمن کے ایرانی عوام کو اسلام کی بشارت دی جنہوں نے یمن میں باس گایا تھا۔

یمن میں نجران کا علاقہ عیسائی آبادی تھا، وہاں کے لوگوں نے اسلام کا خط ملنے کے بعد اپنے پادریوں کو دریافت کے لیے مدینہ بھیجا اور اگرچہ وہ مسلمان نہیں تھے لیکن انہوں نے اسلام کی حکمرانی قبول کر لی۔

اس وقت بحرین پر ایرانیوں کی حکومت تھی اور اس کی وادیوں میں عرب قبائل آباد تھے، مشہور اور بااثر خاندان عبدالقیس، بکر بن وائل اور تمیم تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ اقراء سیکھی۔ انہوں نے انہیں ایک فرمان لکھا۔ جب وہ واپس آئے اور گایا تو انہوں نے پہلے اپنا نیا مذہب اپنایا، لیکن ان کی بیوی نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اپنے والد سے شکایت کی۔ اس نے اپنا پیغام پڑھا اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔

بحرین میں عبدالقیس کا قبیلہ مقام جواسہ تھا جو اس سے پہلے اسلام تک پہنچ چکا تھا اور مدینہ کے لوگ سب سے پہلے عاد جمو کی نماز ادا کرنے والے تھے۔ 8 ہجری میں بحرین کے عرب بزرگ نذر بن سعد رضی اللہ عنہ نے علاء بن ہزارمی رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور وہاں کے تمام عرب اور ایرانی بھی مسلمان ہو



گئے۔ ایرانی حکیم سنجت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک خط موصول ہوا اور انہوں نے اسلام کی دولت کو تلاش کیا۔

8 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کو عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا خط لے کر بھیجا۔

شام کے علاقے میں امراء موجود تھے، ایک فروہ رضی اللہ عنہ تھے جن کی بادشاہی معان میں تھی اور رومی اسلام کے قریب تھے اور اسلام مسلمان ہوا۔ جب رومیوں کو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں تو انہیں پکڑ لیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ اس وقت عربی شاعر اس بے گناہ شہید کی زبان پر تھا۔ جس کا ترجمہ ہیلو ہے:

"میرا پیغام مسلمان رہنماؤں تک پہنچا دو کہ میری اطاعت کرو اور میری آنکھیں تیرے رب کے نام پر جھک گئی ہیں۔"

چنانچہ ان کی کوششوں کی وجہ سے اسلام عرب کے کونے کونے میں پھیل گیا اور وقت آگیا کہ عرب میں کوئی مشرک باقی نہ رہا۔



دین کی تکمیل اور اسلامی نظام کا قیام (کس چیز کی بنیاد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا پیغام لے کر دنیا میں آئے، دنیا نے اس کی مخالفت کی اور عربوں نے اسے قبول کرنے سے انکار نہیں کیا بلکہ اسے ختم کرنے کی پوری کوشش کی۔ بعض اوقات آپ کو دور دراز کے شہروں میں جانے پر مجبور کیا جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی مسلمانوں نے پورے صبر اور قوت کے ساتھ ان ڈھانچوں کو برداشت کیا۔ اللہ کی مدد کا سامنا کرتے ہوئے میدان میں بھی ان کی کمی تھی اور آپسٹہ آپسٹہ مشکل کا ہر پتھر ان کے راستے سے ہٹ گیا۔ عرب کے ہر کونے میں جمعے کو اسلام کے جھنڈے تلے جمعے کا دن تھا۔ ہونا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی ایسی آیات تھیں جو سودوں کو نرم کرتی تھیں، روحوں کو گرم کرتی تھیں اور خیالات میں تبدیلی لاتی تھیں۔ اسلام کا حکم فطری تھا اور فطرت کے مطابق جب تک وہ مدینہ منورہ میں رہے توحید کی تعلیم، اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قدرت اور عظیم رحمت، انبیاء کا ظلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داستانیں، رسولوں پر ایمان نہ لانے والوں پر ظلم و ستم، قتل ہونے کے باوجود، انہیں قیامت کی نشانیاں دکھائی گئیں، ان کے اعمال کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا اور غریبوں کے لیے جنت اور دوزخ، نیز انہیں اللہ کی سچی عبادت، مسکینوں کے ساتھ شفقت، مسکینوں کے لیے شفقت اور دیگر اچھے اخلاق کا درس دیا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنے تمام احکامات سے آگاہ کیا۔

دعا:



ان سے کہا گیا کہ دین میں پانچ مرتبہ انہیں مسجد کعبہ کی طرف راغب کیا جائے اور اللہ کے حضور نمکین بنایا جائے، گھٹنوں کے بال جھکائے جائیں، پھر سر زمین پر رکھیں اور عاجزی کی صورت میں سجدہ کریں۔ ہوا یوں کہ اللہ اور بندے کی نماز اللہ اور بندے سے وابستگی کی سب سے اہم شکل ہے، مسلمانوں کے قومی نظام کی اصل شکل بھی ایک ہی ہے، اور تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ متحد ہو کر ہر فرقے کا ریپر بنائیں، ایک صف میں ایک متحدہ جمعہ کی صورت بنائی جائے تاکہ ان کے تمام ظاہری اختلافات دور نہ ہوں۔ انہیں ایک امت کے ہر اشارے پر عمل کرنا چاہئے۔ اس نے کہا:

"نماز میں تمام مکتادی پاؤ کو پاؤ کے ساتھ اچھی طرح مل جانا چاہیے تاکہ ان کے دل بھی اسی طرح متحد ہو جائیں، اور فرمایا: جو شخص امام کے سامنے بیٹھ جائے تو اس سے مت ڈرو، کہو کہ وہ اپنا چہرہ نہ بدلے اور گدھا بن جائے جو اپنی حکمت کے لیے مشہور ہو۔

اسلام کے تمام احکام میں نماز کا درجہ بڑھ گیا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دین کا دھاگہ قرار دیا۔ جیسے ہی عرب کی ناراضگی دور ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے نماز کی طرف رخ کیا۔ اور نماز کے علاوہ ہر قسم کی انسانی گفتگو، اشاروں، سلام اور کلمات کی تعمیل کی جاتی تھی اور ایک جگہ پر ایک ساتھ نماز پڑھنا، جسے جمعہ کہا جاتا ہے، واجب تریا تھی۔ نماز کی چوٹی خانہ کعبہ میں مقرر کی گئی تھی، تاکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اتحاد کے ایک رنگ میں دکھایا جائے۔

ہفتہ کی نماز جسے جمعہ ہیگو کہا جاتا تھا مکہ مکرمہ میں ہی فرض ہو چکی تھی لیکن مکہ مکرمہ کی عدم اطمینان میں جب چار



مسلمان ایک جگہ ایک ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے تو آبادی کے تمام مسلمان ایک ساتھ نماز کیسے پڑھ سکتے تھے؟ دوسرے ہفتے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی امامت کے لیے گئے اور نماز سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی اور قرآن مجید کی تلاوت کی اور مسلمانوں کی تعلیمات کے ساتھ مسلمانوں کی تعلیمات کو بھی پڑھا۔ خطبہ اور نصیحت، جسے خطبہ کہا جاتا تھا۔

دوسرے صوبوں کے شہروں اور بستیوں میں درمیانی یا انہی جگہوں پر مقرر کیا جاتا تھا۔ وہ ان ممالک کے مسلمانوں کے علماء، علماء، مبالغہ آمیز، مفتی اور رہنما ہوا کرتے تھے۔ اور انہیں اچھی چیزیں سکھاتے تھے، بری چیزوں کو روکتے تھے، انہیں ضروری پیغامات سناتے تھے، اور بچوں کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سکھاتے تھے۔ انہوں نے دین کی باتیں بیان کیں اور ان کی تعلیم دی۔

اس مقصد کے لیے ہر آبادی میں مسلمانوں کی نماز اور دیگر ضروریات کے لیے اللہ کے نام پر مساجد تعمیر کی جائیں، ان کی نماز اور جمعہ، ان کی تعلیم کا باغ، ان کے خطبات اور پانڈوں کا مدرسہ، ان کے قومی اور دینی کاموں کی نصیحت اور ان کے قاضیوں اور حکیموں کی رہنمائی کے لیے یہ مساجد تعمیر کی جائیں۔

زکوٰۃ:

غریب مسلمانوں کی مدد کے لیے زکوٰۃ کا نظام مقرر کیا گیا تاکہ ہر سال مسلمان اپنے سونے کے مال پر، جو اس کی ضرورت سے زیادہ ہے،



ایک سال بعد بھی اللہ کی راہ میں مر جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں اور پروڈیوسروں کو مسجد نبوی میں ان کے موذن بلال رضی اللہ عنہ یا کیسی اور امل رضی اللہ عنہم کے پاس جمع کیا جاتا تھا اور ضرورت کے مطابق ضرورت مندوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہ پورا ہو گیا ہے۔

سنہ 111/9 میں جب پورے عرب میں مسلمانوں کا قیام عمل میں آیا تو وہ عرب کے ہر حصے میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے لاٹھیاں لگاتے تھے جسے 'امل' کہا جاتا ہے اور وہ ہر جگہ جا کر مسلمانوں سے زکاۃ کی رقم وصول کرتے تھے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یا بیت المال میں لا کر اپنا حساب پیش کرتے تھے۔

گلابی:

مسلمانوں کو اپنی سورت میں اللہ کی طرف سے ملنے والی زندگی کی رہنمائی کی خوشی اور مسرت کا جشن منانے کے لئے ان کی سالانہ یادیں ایک ایسے مہینے میں منائی جاتی ہیں جس میں ہر سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن منانا ضروری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پہلے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ کھانے پینے اور دیگر روحانی سرگرمیوں میں گزارا، جن کا نام بلند ہو اور اگر ممکن ہو تو رات کو کھائیں اور دو رکعتوں میں کلم پاک سنیں جسے تراویح اور دیگر عبادات کہا جاتا ہے۔ شوال کا پہلا طریقہ عید کے طور پر منایا جائے۔ خوشبو لگائیں اور ایک ساتھ عید گاہ میں جائیں اور دو رکعت شکران ادا کریں اور اس مذہبی نماز سے پہلے مسکینوں



کے کھانے کے لئے تھوڑی مقدار میں گھی دیکھیں (جیسے صدقہ فطر)۔
اس مرکب کی مقدار کے برابر قیمت دینا جائز ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اس قرآن کو اتارنے کی خوشی ہے جو
مسلمانوں کی ہر بھلائی اور بھلائی کا حقیقی منبع ہے اور ان پر لازم
ہے کہ وہ مسلمانوں اور پاکیزگی کی زندگی گزارنا سیکھیں، جسے انہوں
نے تقویٰ کا نام دیا ہے، اور قرآن جو ان کے خاتمے کا اصل مقصد ہے۔

حج:

اسلام کا چوتھا رکن حج حئی ہے۔ حنیف کے دین اسلام ابراہیم علیہ
السلام کی اصل شکل حیا نے سلی ہے، جو قرآن کریم کی تدفین کی
یادگار، حج ابراہیم علیہ السلام کے دین کی یادگار اور مسجد مقدس
ہے، جسے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے سب سے
پہلے اللہ کے نام پر تعمیر کیا تھا۔ دنیا میں اللہ پر ایمان لانے والوں کا
ایک مرکز ہونا چاہیے جہاں دنیا بھر سے اللہ کے ماننے والے ابراہیمی
طریقے سے اللہ کی عبادت کریں۔

ہر مسلمان خانہ کعبہ اور مسجد کھانے کے بعد دین میں پانچ وقت
کی نماز پڑھتا ہے، اب ضروری ہے کہ جن لوگوں میں مسلمانوں میں
طاقت ہو اور وہ راستہ گزاریں اور زندگی میں ایک بار اس مسجد
میں آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تراویح کو طواف نامی
مسجد کے گرد اور صفا اور مروہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان موڑ دیں۔
ایسے میں اللہ تعالیٰ سے عزت کے ساتھ دعا کریں جس طرح وہ
حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قربانی کا جشن مناتے ہیں اور



دنیا کے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مل جل کر دین اور دنیا کی بھلائی کے بارے میں بات کریں اور پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ملت اسلامیہ کی تجاویز کے بارے میں سوچیں۔

کلمہ توحید کے علاوہ اسلام کے چار (4) ارکان ہیں۔ یہ چار ارکان اب تکمیل کو پہنچ چکے ہیں، گائے اور دین کے احکام، جو اپوزیشن کی پاکیزگی اور معاملات میں عدل و انصاف کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری تھے اور مسلمانوں کی تعلیم ملک عرب میں ہوئی اور ملک عرب میں مسلمانوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو دین اسلام کا نمونہ اور اسلامی پیغام کا پیامبر بن کر ہدایت کا پیغام اور عمل پہنچا سکتا تھا۔ دنیا کی دوسری دنیا میں اور پھر پوری عالم اسلام میں۔ تعلیم دی جا سکتی ہے۔

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انسانیت نے مساوات کا سبق سیکھا، قریش اور غیر قریش، عرب اور عجم، سیاہ فام، سفید فام، امیر اور غریب سب اللہ کے بندے بن گئے اور اسلام کے ہر حق اور آخرت کے ہر مقام پر برابر کھڑے ہوئے۔

اللہ کے سوا ہر باطل کی قدرت، آسمان و زمین کی ہر طاقت، ہر جھوٹی اور بدی، ہر دیوبہیکل، فرشتے، بھوت، چند، سورج، ستارے، دریا، جنگل، اور ہر مخلوق، ہر جگہ اور ہر برائی اور روحانی اظہار جو کمزور انسانوں کے لیے ضروری تھا، آپ کی سچائی کی آواز نے اس تمام وہم کو برقرار رکھا ہے۔

عرب کے تمام غلط رسم و رواج، تمام جھوٹے رہنما اور تمام جھوٹے رہنما اور بے شرمی اور بے حیائی کی تکمیل، محمد صلی اللہ علیہ



وسلم کی تعلیمات کو ختم کر دیا گیا، اور مسلمانوں کی تعلیمات زندگی کے وہ اصول تھے جو قرآن لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکھا - اب ایک نئی قوم، زمین کی سکرین پر ایک نئی امت، ایک نئی تہذیب، ایک نیا قانون اور ایک نئی حکومت قائم ہوئی۔

حجۃ الوداع 10 ہجری

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم زمین کے پردے پر بھیجا تو کہا جاتا ہے کہ آپ کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

(1)

اس طرح کے واقعے کی خبریں بہت زیادہ ہیں۔

(سورة النصر: 110: 01)

10 ہجری میں ہر طرف یہ تبلیغ کی جاتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کے لئے مکہ آئیں گے اور یہ خبر پورے عرب میں پھیل گئی اور پورا عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آگیا۔ اور دوسرے دین میں دوبارہ غسل کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر قسوہ (اونٹ) پر سوار ہو کر اونچی آواز میں کہا جو آج تک ہر حاجی کی تعریف ہے۔



(لبیک اے اللہ، لبیک، لبیک تمہارا کوئی شریک نہیں، حمد و فضل تیرا
بے اور بادشاہ کا تمہارا کوئی شریک نہیں)

"اے اللہ! ہم تیرے لئے یہاں ہیں، یا اللہ! ہم تیرے سامنے حاضر ہیں،
حمد و ثناء سب تمہارے ہیں، اور ملک تمہارا ہے، تمہارا کوئی شرعی
نہیں ہے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کو روایت کرتے ہیں کہتے
ہیں: ہیلو۔ جب اس نے اوپر دیکھا تو آگے کی طرف دیکھا، الوداع
جہاں تک کام کرتا تھا، آدم کا جنگل دکھائی دیتا تھا۔ جب آپ صلی
اللہ علیہ وسلم جواب دیتے تھے تو یہ کم و بیش سو بار آدم کی زبان
میں ہوتا تھا۔ راستے میں مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاؤ۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو فرمایا: اے
اللہ! انہوں نے اس گھر کو عزت و وقار بخشا، خانہ کعبہ میں دو
رکعت نماز پڑھی اور صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر کہا:

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی
بادشاہی اور اس کا ساتھی اس کی عظمت ہے، وہ قتل کرتا ہے اور
مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا اللہ ہے،
اس نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے، اس نے اپنے بندے کی مدد کی ہے اور اس
نے ہی تمام لوگوں کو شکست دی ہے۔"

عمرے کے بعد انہوں نے دوسرے صحابہ کو احرام کھولنے کی ہدایت
کی، اسی وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمنی زائرین کے
ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے۔



نئے دوسرے دین (9) پر مجلس کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ مناس کی طرف روانہ ہو گئے - عام مسلمانوں کے ساتھ آئیں، اونٹ پر آکر بیٹھیں اور حج کا خطبہ دیں۔

آج پہلا مذہب تھا کہ اسلام اپنی شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوا اور جاہلیت کی تمام مضحکہ خیز روایات کو ختم کر دیا۔

"جی ہاں! جاہلیت کی تمام رسومات اور رسومات میرے دو پیروں تلے ہیں۔

سرزمین عرب ہمیشہ انتقام کے خون سے رنگی ہوئی تھی۔ آج عرب کی نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ ٹوٹ چکا ہے اور اس کے لیے نبوت کی تبلیغ سب سے پہلے ان کے خاندان کا نمونہ پیش کرتی ہے:

"جاہلیت کے تمام خون کے لئے گائے کو تباہ کر دیا گیا ہے، اور سب سے پہلے میں اپنے اہل خانہ کا یہ حق چھینتا ہوں کہ ربیع بن حارث کے بیٹے کے انتقامی خون کا بدلہ لیں۔

پورے عرب میں سودی کاروبار کی جعل سازی ہوئی جو عرب کے غریب مزدوروں اور مزدوروں، یہودی مہاجنوں اور عرب سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پھنس گئی اور ہمیشہ کے لیے ان کی غلام بن گئی۔

"جاہلیت کے سود ختم ہو چکے ہیں اور سب سے پہلے جو سود میں مٹا رہا ہوں وہ میرے خاندان یعنی عباس بن عبدالمطلب کا ہے۔



آج تک عورتیں ایک سو شوہروں کی منقولہ جائیداد تھیں، جو جون میں ہار اور جیتی جا سکتی تھیں۔

"اورٹن کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم اورٹن پر اختیار رکھتے ہو اور اورٹن تم پر قادر ہے۔"

عورتوں کے علاوہ انسانوں کا سب سے زیادہ مظلوم طبقہ غلام تھا۔

"اپنے غلاموں کو ان کے حقوق کے لیے کھلا دو اور جو کچھ میں اپنے لیے کھاتا ہوں اور جو کچھ میں انہیں اپنے لیے پہنتا ہوں وہ انہیں کھلا دو۔"

عرب میں امن نہیں تھا، جان و مال کی کوئی قیمت نہیں تھی، آج امن و سلامتی کا پیغام پوری دنیا کو سولہ کا پیغام دیتا ہے:

"قیامت تک تمہاری جان اور تمہارا مال ایک دوسرے کے لیے اتنا ہی قابل احترام ہے جتنا آج کا دین اس مقدس مہینے اور اس مقدس شہر میں ہے۔"

امن و امان کی اس تبلیغ میں سب سے پہلی چیز اس مذہبی جماعت کا وجود ہے جس نے عرب کے تمام قبیلوں بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کے درمیان قبیلوں اور خاندانوں کے تعلقات اور اسلامی برادری کے رشتے کو مضبوط کیا ہے۔

ارشاد نے کہا:



"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔"

ہزاروں سالوں سے قوموں کو متحد کرنے والی دنیا کی بے اطمینانی میں سب سے بڑی چیز بلند اور قومی فخر اور فخر ہے۔

"ہاں! کس طرح کی عربی اس بات پر نہیں اٹھائی جاتی کہ عجمی کو کس طرح اٹھایا جاتا ہے اور عجمی کو کس عربی تک نہیں اٹھایا جاتا۔ تیم سب ایک تاجر کا بیٹا ہے اور آدم مٹی سے بنا ہوا تھا۔

اس کے باوجود، قانون کے کچھ اصول بیان کیے گئے تھے:

اللہ تعالیٰ نے ہر حق کو وراثت کا حق دیا ہے، اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے۔

لارکا اس کا ہے جس کے بستر پر اس نے سفر کیا تھا - زندہ گاڑی کے لئے سطح مرتفع اور اس کا حجاب اللہ کا نصب العین ہے۔

ہاں اورٹن کو اپنے شوہر کے سامان میں سے کسی کو اس کی اجازت کے بغیر کچھ بھی دینے کی اجازت نہیں ہے۔

قرض دہندہ کو واپس کیا جانا چاہئے - اریٹن کے ذریعہ لیا گیا سامان واپس کیا جانا چاہئے - واپسی ایمرجنسی

کیا جانا ہے - جو نظم و ضبط کے لئے ذمہ دار ہے۔



آج امت کے ہاتھوں میں دیمی چراغ ہے جس کی روشنی میں انسان ہر گمراہ کن حرکت سے اس وقت تک بچ سکتا ہے جب تک وہ چلتا رہے گا۔

"میں تیم میں ایک چیز رکھنے جا رہا ہوں، اگر ٹام نے اسے پکڑ لیا تو وہ پھر کبھی گمراہ نہیں ہوگا، اور اللہ کی کتاب بلند ہے اور اللہ کے نام پر تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا۔

دس لاکھ زبانوں نے مل کر گواہی دی۔ یہ سن کر اس نے اسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین مرتبہ کہا: اے اللہ گواہی دے۔

جس وقت وہ نبوت کا آخری فریضہ انجام دے رہے تھے، اللہ کے پاس خوشخبری آئی:

میں اے ایل اے ایم ایم اے ایم۔

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں نازل کی ہیں اور تمہارے لیے دین اسلام کا انتخاب کیا ہے۔" (سورہ مائدہ: 05: 03)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور نماز ایک ساتھ ادا کی، یہ کتنا عجیب منظر تھا کہ 22 مرتبہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی نماز کی دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعض ساتھیوں کے علاوہ کوئی گردن اللہ کے سامنے نہیں جھکی۔ ایک لاکھ گردے اللہ کے حضور جھک گئے اور اللہ اکبر کی آواز بلند تھی۔



نماز کے بعد سوار مسلمانوں کے ساتھ نقاہ پر اس مقام پر پہنچا اور وہاں وہ نماز اور نماز میں مشغول رہا اور قبلے کی طرف چکر تک مڑتا رہا، جب سورج دوگنا ہونے لگا تو اس نے چلنے کا فیصلہ کیا۔ وہ زبانوں میں کہا کرتے تھے:

"اے لوگو! امن اور سکھوں کے ساتھ - لوگو! امن اور سکھوں کے ساتھ - "مغرب کا وقت تھا کہ پورا قافلہ مزدلفہ کے مقام پر پہنچا - یہاں پہلے مغرب، پھر فوری طور پر عشاء کی نماز ادا کی گئی (9 ذی الحجہ کو نماز حج، ظہر اور عید ایک ساتھ اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ)

مجلس کے علی الصبح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قافلہ اس قافلے سے آگے تھا۔ جان نثار مر گیا، ضرورت مند لوگ ان کی ضروریات پوچھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب دیا کرتے تھے۔

"دین میں اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کرو، اس لیے پہلی قومیں تباہ ہو گئیں۔"

اس طرح کی آیت میں فرمایا: جو شخص درخت کا وعدہ حاصل کرتا ہے:

"حج کے اصول سیکھو، مجھے نہیں معلوم کہ میں دوبارہ حج کرنا سیکھوں گا یا نہیں۔"



وہ باہر آئے اور اب منی آئے۔ الوداع، سامنے مسلمانوں کا حج تھا۔
مہاجر قبلہ کے دائیں طرف تھے، بائیں طرف اور درمیان میں عام
مسلمانوں کا صفین تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے، انہوں نے اپنی
آنکھیں اٹھا کر اس عظیم مجمع کو دیکھا اور نبوت کے 23 سال کے
کارنامے ان کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ قبولیت اور قبولیت کا نور زمین
سے آسمان تک پھیل چکا تھا۔ اب ایک نئی شریعت ایک نئے نظام اور
ایک نئے احد کا آغاز تھی۔ ایسی دنیا میں، ان کی زبان کو فیض کہا
جانا چاہیے:

"ہاں! جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو آج اس نے
پلٹ کر انہیں اسی فطرت پر پروان چڑھایا، تمہاری جانیں اور
تمہارے مال ایک دوسرے کے لیے وہی عزت کے قبیلے ہیں جو آج کے
دین کے طور پر آج کے دین میں ہیں، عزت کے اس مہینے میں اور اس
معزز آبادی میں۔ میرے اپنے آپ سے گمراہ نہ ہو جاؤ کہ تم ایک
دوسرے سے گھرے رہو، تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ
تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا، اگر کسی سیاہ فام
بندے کو تیم پر سردار بنا دیا جائے جو اللہ کی کتاب کے مطابق تیم کو
چھوٹا ہے تو اس کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت
کی نماز ادا کرنا، ماہ رمضان کا مشاہدہ کرنا اور میرے احکامات کی
تعمیل کرنا۔ تیم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگا۔ ہاں! اب شیطان
نے اسے ناامید کر دیا ہے کہ تمہارے اس شہر میں اس کا حصہ پھر
کبھی نہیں ہوگا۔ ہاں! چھوٹی مورتیوں میں اس کے ساتھ کیا ہوگا
اور وہ اس سے خوش ہوگا؟"



اس نے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "کیا میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے؟" ہر طرف آوازیں آرہی تھیں: "ہاں! بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سب سے بڑا گواہ ہے۔"

اس نے کہا:

"جو یہاں ہے وہ یہ پیغام اس تک پہنچاتا ہے جو یہاں نہیں ہے۔"

گویا یہ تبلیغ کا فرض تھا جو ہر مسلمان کی زندگی کا حصہ ہے۔

اس سب کے باوجود اس نے تمام مسلمانوں کو دے دیا! الوادا نے کہا:

چودہ ذی الحجہ کو خانہ کعبہ میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد پورا قافلہ اپنے اپنے مقامات کی طرف روانہ ہوا اور مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مدینہ کا راستہ اختیار کیا۔

WAFAT

ربیل اول 11 مئی 632ھ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں اس وقت تک ہدایت کی ضرورت تھی جب تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام مکمل نہ ہو جائے اور توحید کے نور سے دنیا کے اندھیرے دور نہ ہو جائیں اور جب کام مکمل ہو جائے، پھر اللہ کی طرف لوٹنے کا حکم آیا۔ البتہ



وہ ان مسلمانوں کو بھی چھوڑنا چاہتے تھے جنہوں نے شہادت کا پیالہ ہمیشہ کے لیے برداشت کیا تھا، وہ احد گئے اور شہدائے احد کے لیے دعا کی اور انہیں اسی طرح واپس بھیج دیا جیسے اسے قتل کرنے والا اپنے زندہ پیاروں کو چھوڑ دے گا۔

"میں آپ سے پہلے کوثر کے گھر جا رہا ہوں۔ اس گھر کی چوڑائی الیاس حذیفہ کے برابر ہے، مجھے دانشیا کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی ہیں۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ تم میرے ساتھ رفاقت کرتا رہے گا۔ لیکن اسے ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں پھنس کر ایک دوسرے کا خون نہ بہا دے۔ پھر تم بھی پہلے کی طرح تباہ ہو جائے گا۔ قومیں تباہ ہو گئیں۔"

شہدائے احد کے باوجود عام مسلمانوں کے قبرستان کی باری تھی۔ 11 ہجری کے سفر کے وسط میں آدھی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام مسلمانوں کے قبرستان میں گئے جنات البقیع تھا اور جا کر نیکی کی۔ وہ ہر بیوی کے پنجرے میں جاتے تھے۔ جب پیر کی بیماری بڑھ گئی تو بیویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہنے کی اجازت لی۔ کمزوری اتنی زیادہ تھی کہ بسرا چل بھی نہیں سکتے تھے۔ حضرت اباس رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بازو پکڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہجرہ کے پاس لے آئے۔

جب تک ان کے پاس آنے جانے کی طاقت تھی، وہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آتے رہے۔ آخری نماز انہوں نے مغرب میں پڑھی، عشاء کی رات آئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا نماز ہو گئی ہے؟ لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ اس کا انتظار کر رہا تھا، اس نے ٹیکس میں پانی بھر کر غسل



کیا، لیکن جب اس نے اٹھنا چاہا تو اسے غصہ آگیا۔ پھر کہا گیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے دوبارہ غسل کیا اور پھر اٹھنا چاہا، پھر بہو بن گئیں، پھر پوچھا۔ تیسری بار جسم پر پانی ڈالا گیا۔ پھر جب انہوں نے اٹھنے کا فیصلہ کیا، تو وہ غشی ترائی بن گئے۔ اب جب وہ اٹھے تو انہوں نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھنی چاہیے، جب تک کہ چین کا دین ختم نہ ہو جائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے۔ پڑھنا۔

دعوت سے چار دن قبل ان کی صحت میں بہت خوشی تھی، دوپہر کے وقت وہ حضرت اباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد سے سات (7) گلاس پانی نہانے کے بعد مسجد میں آئے۔ ایک مختصر خطبے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ قبول کرے لیکن اس نے اللہ کی باتوں کو قبول کر لیا۔ انصار کی وفاداری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے بارے میں فرمایا:

"عام مسلمان زندہ رہیں گے - لیکن انصار کو کھانے میں نمک کی طرح کم کیا جائے گا، مسلمان! اس نے اپنا کام کیا ہے، اب آپ کو اپنا کام کرنا ہے۔ وہ میرے جسم میں بامنزیل میتیا کی ہے۔ میری بی اے ایڈ جو اسلام کے کاموں کو اپنے ہاتھ میں لیتی ہے، میں اس سے وصیت کرتی ہوں کہ وہ ان کے ساتھ پیرو کی طرح برتاؤ کرے۔"

شرک کا بارہواں طریقہ یہ تھا کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتے تھے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کا اظہار کیا کرتے تھے۔



"حرام اور حلالہ کا مجھ سے موازنہ نہ کرو، میں نے حلالہ کیا ہے جو اللہ نے حلالہ کیا ہے اور جو اللہ نے حرم میں کیا ہے۔"

اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کے بغیر اس کے اپنے اختیار کے مطابق کچھ بھی نہیں ہے، چاہے وہ خود کے اختیار میں ہی کیوں نہ ہو۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ آپ کو اللہ کی راہ میں چند قدموں میں اللہ سے نہیں بچا سکتا۔"

وہ خطبات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر واپس آئے، جسے یہودیوں اور عیسائیوں نے انبیاء اور بزرگوں کے مزارات اور یادگاروں کے احترام میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا تھا اور تعصب کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ ان کی بعض بیویوں نے حبشہ کے سفر میں عیسائی گرجا گھروں کو دیکھنے والوں کے مجسموں اور مجسموں کا ذکر کیا۔

"جب کوئی پیرو مر جاتا ہے تو وہ اس کی قبر کو عبادت گاہ بنا دیتے ہیں اور اس کے بٹ کو سیدھا کر دیتے ہیں۔ جو لوگ قیامت کے دن ایسا کرتے ہیں وہ بہت برے ہوتے ہیں۔"

بے چینی کی حالت میں جب بھی وہ چادر اپنے چہرے پر رکھتے اور کبھی کبھی گرمی سے خوفزدہ ہو جاتے تو آہستہ سے کہتے:

"اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کی عبادت کی ہے۔"



ایسے میں مجھے یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ اشرفیہ کو اپنے پاس رکھا تھا اور پوچھا کہ عشاء اور اشرفیہ کیا ہے؟ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ملیں گے؟ جاؤ اور انہیں اللہ کی راہ میں صدقہ دو۔

بیماری میں اضافہ اور کمی ہوئی - جنی پیر کا دین بظاہر ہلکا تھا - حجرہ مسجد مبارک میں ملا ہوا تھا - انہوں نے میٹنگ کے وقت پردہ اٹھایا اور دیکھا کہ وہ فجر کی نماز میں مصروف ہیں - مسکراتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا کہ اللہ کی سرزمین میں اللہ کی زمین میں ایک جگہ بنائی گئی ہے ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نمونہ بن گیا۔ کیا آپ بہار میں آنا چاہتے تھے۔ یہ خوشی کی بات تھی اور قریب ہی نمازیں کاٹ دی جائیں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ سکرو ہٹا دیے جائیں، لیکن انہوں نے اشارہ روک دیا اور حجرہ کے اندر چلے گئے اور پردے کو چرا لیا، کمزوری اتنی زیادہ تھی کہ پردے کو بھی اچھی طرح سے نہیں توڑا جا سکتا تھا۔ یہ آخری موقع تھا کہ عام مسلمانوں نے انہیں دیکھا۔ اس کی زندگی میں

جوں جوں دن گزرتا گیا، فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے آپ پر بار بار حملہ کیا جا رہا تھا، یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: افسوس میرے والد! اس نے کہا: "تمہارے والد آج کے بی اے ایڈ میں دوبارہ بے چین نہیں ہوں گے۔"

■ دوپہر کا وقت تھا، سینے میں سانس کا احساس تھا۔ اس دوران مبارک بھوت ژالہ باری ہوئی، تو لوگوں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا:



"نماز اور غلاموں کے ساتھ سلوک"

اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور انگلی سے اشارہ کیا اور تین بار کہا:

"الحمد لله"

"اب کوئی اور نہیں ہے، اسے مزید بارہ ساتھیوں کی ضرورت ہے۔"

یہ کہو، اپنے ہاتھ لٹکا لو، اپنی آنکھیں پھاڑ کر چیٹ پر رکھو، اور روح پاک عالم قدس میں گاؤ۔

مدینہ منورہ کی گلیوں میں مسجد نبوی میں افراتفری مچ گئی تھی اور ان کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار نکالی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی برکت ملے گی اس کا سر منڈوا دیا جائے گا۔ اگر آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا حال دیکھیں تو آپ سمجھ جائیں گے کہ آج کی دھند کا کتنا حصہ گمراہی کا باعث بن سکتا ہے۔

"اے لوگو! اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھے تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس دنیا میں آئیں گے اور اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رب سے پوچھے گا تو وہ زندہ نہیں رہے گا۔

پھر یہ آیت پڑھیں:



و ما محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

"اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جن سے پہلے انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ اور جو واپس آئے گا اللہ برباد نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل فرمائے گا جو اس نعمت کی قدر و قیمت جانتے ہیں۔

اس آیت کی سنت تمام مسلمانوں کی آنکھیں کھولنا تھی اور یوں لگتا تھا کہ یہ آیت آج نازل ہوئی ہے۔ یہ آیت ہر مسلمان کے ہونٹوں پر تھی اور اس پر بحث ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گیارہویں ہجری میں ربیع اول کے مہینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے زمانے میں ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا کام منگل کے روز مکمل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص عزیزو اقارب حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رشتہ داروں نے اس کی سعادت حاصل کی۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے انہیں غسل دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجر میں دفن کیا گیا تھا جہاں انہیں ان کا تحفہ ملا تھا اور اسی وجہ سے انہوں نے حجر کے دین تک روزہ رکھا اور اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آج کے دین تک روزہ رکھا۔